امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- استاذ القراء حضرت قاری نسیم احمد
- کتابوں کی دنیا
- دین بچاؤ دیش بچاؤ ایک ملی فریضہ
- ہندوستان میں اسلامی حکومت......
- ایس سی ایس ٹی قانون کو......
- مذہبی تہواروں کا استعمال..........
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 14 مورخہ ۱۴/۷/۱۴۳۹ھ مطابق ۲/اپریل ۲۰۱۸ء روز سوموار

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

باقیات مقتول

۲۰۱۴ء میں ہندوستانی مزدور جو عراق میں کام کر رہے تھے اور شہر موصل میں بعض کمپنیاں ان سے خدمت لے رہی تھیں، داعش کے قبضہ کے بعد وہاں سے لا پتہ ہو گیے تھے، اور اندیشہ ظاہر کیا جا رہا تھا کہ داعش نے انہیں ہلاک کر دیا ہے، بلکہ داعش کی قید سے فرار ہونے والے بعض ہندوستانی شہریوں نے اس کی ہلاکت کی تصدیق کر دی تھی، لیکن مرکزی حکومت ہندوستانی عوام کو تسلیاں دیتی رہی کہ وہ زندہ ہیں، بلکہ بعض ایسے لوگوں پر جو شد و مد سے ان کی ہلاکت کی بات کر رہے تھے، جھوٹا قرار دے کر کارروائی بھی کی تھی، حکومت کا اقرار تھا کہ اس کے پاس ان مزدوروں کے زندہ ہونے کا پختہ ثبوت ہے اور انہیں ہندوستان لانے کی تیاری چل رہی ہے، یقین اس وقت بھی سرکاری بیان پر لوگوں کو نہیں آیا تھا۔ پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، بات دب گئی اور سرد بستے میں چلی گئی، یہ کوئی ہائی پروفائل لوگ تو تھے نہیں کہ ان کے ورثاء اس پر سوال اٹھا کر اس بات کو زندہ رکھتے اور حکومت ان مزدوروں کے لیے کچھ کرتی۔

چار سال بیت گیے جب داعش کے بڑھتے قدم رک گیے، ان پر زوال آ گیا، اور جس تیزی سے وہ چھاتے جا رہے تھے، اسی تیزی سے وہ سمٹتے چلے گیے اس وقت مرکزی وزیر خارجہ شسما سوراج، پارلیامنٹ میں ہنگامی طور پر عدم اعتماد پیش کرنے کی حزب مخالف کے ہنگامے کے درمیان یہ اعلان کیا کہ ۳۹ ہندوستانی جو لا پتہ ہو گیے تھے وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں عراق کے شعبہ فارنسک کے سربراہ ڈاکٹر زید علی عباس کے مطابق ان سبھی لوگوں کی موت ایک سال سے زیادہ پہلے ہو چکی تھی، فارنسک جانچ میں یہ بھی پایا گیا کہ زیادہ تر ہندوستانیوں کا قتل سر پر گولی مار کر کیا گیا۔ ۳۸/لوگوں کا ڈی ان اے پوری طرح بتاتا ہے کہ وہ وہی لوگ ہیں جو لا پتہ تھے، ایک کا ڈی ان اے پوری طرح میچ نہیں کر رہا ہے، لیکن ستر فی صد مماثلت یہ بتاتی ہے کہ یہ ۳۹/واں فرد ہے جو غائب ہو گیا تھا، حکومت نے مشترکہ قبرگاہ سے ان لاشوں کو عراقی حکومت کی مدد سے نکلوایا، جانچ کروایا، ہلاکت کی تصدیق کی اور جن کو زندہ نہیں لایا جا سکا، ان کی باقیات کو ہندوستان لانے کی تیاری کر رہی ہے، ان مرنے والوں میں ذرائع کے مطابق ۳۱ لوگ پنجاب کے ہیں، چار لوگ ہماچل پردیش اور دو دو افراد بنگال و بہار کے۔ اس بڑے اعلان کو جو پارلیامنٹ میں چل رہے ہنگامے اور شور شرابے کو ختم کرنے اور ملک کی توجہ ان امور سے ہٹانے کے لیے پارلیامنٹ میں دیا گیا، حزب مخالف نے کئی سوالات کھڑے کیے ہیں اور اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ پہلے یہ معلومات ہلاک شدگان کے گھر والوں کو دینی چاہیے نہ کہ پارلیامنٹ کو، کانگریس نے زور دے کر کہا کہ حکومت نے کئی بار ان کے زندہ ہونے کا اعلان کر کے پارلیامنٹ کو بھی گمراہ کیا اور ہندوستانی عوام کو بھی، یہ ایک افسوسناک معاملہ ہے، جس پر حکومت سیاست کر رہی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ان مزدوروں کی باقیات اور ہڈیاں لانے پر حکومت جو محنت کر رہی ہے اور جو روپے لگا رہی ہے، اس کا کچھ فائدہ نہ تو ان مزدوروں کو پہونچنا ہے اور نہ ان کے وارثین کو، یہ ہڈیاں عراق میں دفن ہوں یا ہندوستان میں اس سے کیا فرق پڑتا ہے، اس وقت حکومت کو ایسے اقدام کرنے چاہیے جس سے ان ہلاک شدگان کے ورثاء کی اشک شوئی ہو سکے، ان کے خاندان کے کسی ایک فرد کو سرکاری نوکری دی جائے، ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا جائے، ان کی یک مشت مالی مدد کی جائے تا کہ ان کا خاندان خود کفیل ہو سکے۔

آج ہم کو مٹانے کے لئے جتنی منظم سازشیں ہو رہی ہیں اس سے قبل نہیں ہوئی تھیں، آنے والا وقت اس سے زیادہ تباہ کن ہوگا۔

ان حالات میں مسلمانوں سے صرف ایک بات کہنی ہے اور وہ یہ کہ مسلسل رونما ہونے والے فسادات نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ مسلمانوں کو اپنی حفاظت آپ کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد سب سے بڑی طاقت ہے، اپنی جان ومال کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور قانونی حق ہے۔ اس لئے ہمیں ہر لمحہ ہر خطرہ کا دفاع مضبوطی سے کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے، فسادات رکنے کی اب صرف ایک راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حملہ کرنے والے خود اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگیں۔

لہذا پنی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے ہر لمحہ پوری طرح مستعدرہنا اور ہر طرح کے حالات کا جرأت اور اعتماد علی اللہ کے ساتھ سامنا کرنا ہمارا فریضہ ہے، ہمیں اس سر زمین پر رہناہے جینا اور یہیں مرنا ہے، اس لئے فرار اور گریز کی راہ اختیار کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بس ہمیں اپنے ممکن وسائل کے ساتھ کھڑا ہونا اور اپنے دین پر قائم رہنا ہے، اور اس طرح اپنی اس سر زمین پر عزت کے ساتھ جینے کی راہ نکالنی ہے۔

امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ

تیز رفتار فیصلہ

۲۹/جون ۲۰۱۷ء کا وہ الم ناک دن اور دردناک واقعہ، جس کو یاد کر کے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ واقعہ تھا رام گڈھ قصبہ کے بازار ٹنڈ میں چالیس سالہ علیم الدین انصاری کو ہجومی تشدد کے ذریعہ پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دینے کا خبروں کے مطابق علیم الدین کی کار میں گوشت پایا گیا تھا اور وہ گوشت گائے کا تھا، جھارکھنڈ میں گائے کے گوشت پر پابندی ہے، بی جے پی اور اس کے ہم نوا علیم الدین کے قتل کو اس بنا پر ٹھنڈے بستے میں ڈال دینا چاہتے تے، مگر ان کی بد قسمتی کہ ایسا نہیں ہو سکا، رام گڈھ جھارکھنڈ کی ایک فاسٹ ٹریک عدالت نے ان گیارہ مجرمین کو جس نے یہ شرمناک حرکت کی تھی اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر علیم الدین انصاری کو بڑی بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، انہیں عمر قید کی سزا سنائی، علیم الدین انصاری رام گڈھ ضلع کے منوا پھول سرائے کا رہنے والا تھا، مارنے والوں کی تعداد بارہ تھی، لیکن ایک نابالغی کی وجہ سے بچ گیا، اب اس پر جو نیائل کورٹ میں مقدمہ چل رہا ہے، جہاں نابالغ مجرموں کے مقدمات کا فیصلہ سنایا جاتا ہے۔

عدالت کے اس فیصلے کی ستائش ملکی سطح پر کی جا رہی ہے، اس فیصلے کی وجہ سے عوام کا اعتماد عدالت پر بڑھا ہے، اور جس تیزی سے مقدمات کی سماعت کر کے فیصلہ سنایا گیا، یہ بھی ایک نظیر ہے، گئو رکچھا کے نام پر مسلم اقلیتوں اور دلتوں پر ہو رہے حملوں میں اس فیصلے کی وجہ سے کمی آئے گی اور فرقہ پرستوں کے حوصلے اس سے پست ہوں گے۔

تحفظ گائے کے نام پر محمد اخلاق کو بھی قتل کر دیا گیا تھا، بعد کی تحقیقات میں اس کی فیریج سے نکلنے والا گوشت گائے کا ثابت بھی نہیں ہوا تھا، اس اندوہناک حادثہ کے بعد محمد اخلاق کے خاندان نے گاؤں چھوڑ دیا تھا، اور بڑے پیمانے پر اس واقعہ پر سیاست ہوئی تھی، ضرورت ہے کہ اس فیصلہ کو نظیر بنا کر محمد اخلاق کے قاتلوں کو بھی عبرتناک سزا دی جائے تا کہ کوئی دوسرا اس قسم کی ظالمانہ اور غیر قانونی حرکت کی ہمت نہ کر سکے، ہندوستان میں گائے کے گوشت پر عقیدت اور آستھا کے نام پر پابندی لگی ہوئی ہے، لیکن باخبر ذرائع کے مطابق یہ پابندی دستور میں دیے گیے بنیادی حقوق کے خلاف ہے، کیوں کہ ملکی دستور میں صاف طور پر مختلف مذاہب کے لوگوں کو ان کے مذہب کے مطابق زندگی گذارنے کی ضمانت دی گئی ہے، کون کیا کھاتا ہے اور کیا کھانا چاہیے اس کا فیصلہ وہ خود کرے گا نہ کہ دوسرے لوگ، دوسرے لوگوں کے ذریعہ اس معاملہ پر دخل دینا کسی بھی انسان کے بنیادی حق میں دخل اندازی کی مترادف ہے۔

اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ گائے کا گوشت قانوناً پابندی کے زمرے میں آتا ہے، اور اس سے پرہیز کرنا چاہیے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ اس نام پر قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے، قانون شکنی کر کے کسی کو ہلاک کر دیا جائے یہ تو انسانی جان کے مقابلے جانور کو ترجیح دینا ہے، جس کی اجازت نہ ہندوستان کا دستور دیتا ہے، اور نہ ہی کومن سنس (عقل عام) اس کی اجازت دیتا ہے۔

مولوی

"یہ مولوی ہی ہے جس نے گاؤں کی ٹوٹی مسجد میں بیٹھ کر چند ٹکروں کے عوض عوام کا رشتہ اسلام سے جوڑا ہوا ہے، اس کی پشت پر نہ کوئی تنظیم ہے، نہ کوئی فنڈ ہے اور نہ کوئی تحریک، اپنوں کی بے اعتنائی، بیگانوں کی مخاصنت، ماحول کی بے حسی اور معاشرے کی کج روی کے باوجود اس نے نہ اپنی وضع قطع کو بدلا اور نہ اپنے لباس کی مخصوص وردی کو چھوڑا، اپنی استعداد اور دوسروں کی توفیق کے مطابق اس نے کہیں دین کی شمع، کہیں دین کا شعلہ کہیں دین کی چنگاری روشن رکھی۔"

(قدرت اللہ شہاب)

بلا تبصرہ

"مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے میڈیا سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے کام میں احتیاط برتیں اور ذمہ داری کے ساتھ کام کریں اور عوام تک سچی خبریں پہونچائیں کیوں کہ جھوٹ پر مبنی خبریں معاشرے کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا سکتی ہیں، میڈیا کا مقصد عوام کو صحیح راستہ دکھانا ہے اور لوگوں کی رہنمائی کرنا ہے، نہ کہ ان کو جھوٹ پر مبنی خبروں کے ذریعہ گمراہ کرنا، انہوں نے کہا کہ ایک جھوٹی خبر فساد برپا کر سکتی ہے۔"

(عوامی نیوز ۲۵/مارچ ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

بہتر و کامیاب زندگی

"مَنْ عَمِلَ صَالحاًمِّنْ ذَكَرٍ أَوْأُنْثٰى وَهوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّه حَيَاة طَيِّبَة، وَلَنَجْزِيَنّهمْ أجْرَهمْ بِأحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ "(النحل:۹۷) نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض ضرور اجر دیں گے۔

اس وقت دنیا میں عام رجحان یہ ہو چکا ہے اور اسی کے لئے ساری تگ ودو اور کوششیں ہو رہی ہیں اور ہر انسان اسی فکر اور سعی و عمل میں لگا ہوا ہے کہ اس کی زندگی کس طرح بہتر سے بہتر گزرے، وہ کس طرح اس دنیا میں اعلی سے اعلی چیزوں کو اپنے استعمال میں لاسکے اور اپنی حیثیت و مرتبہ کو لوگوں کے درمیان بلند سے بلند پائے اور عام رجحان اس سلسلہ میں یہی ہے کہ دولت و روپے پیسے کا ریل پیل ہی ہمیں بہتر سے بہتر زندگی عطا کر سکتی ہے، دولت ہی کا کمال ہے کہ انسان اونچے سے اونچے عہدہ و منصب پر فائز ہو جاتا ہے اور دولت ہی وہ جادو ہے کہ ہر انسان کو صاحب دولت کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے، چنانچہ دولت ہی کے حصول کے لئے ہر انسان اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کرتا چلا جا رہا ہے، مغرب سے مشرق تک اور جنوب سے شمال تک پوری دنیا کے انسان آج اسی تگ ودو میں لگے ہوئے ہیں ان کے سامنے اگر کوئی ہدف ہے تو بس یہی، کوئی مقصد ہے تو یہی، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، جوان ہو یا ادھیڑ، پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ سب کی یہی خواہش ہے کہ وہ کسی طرح دولت اکٹھا کر لے۔ آج تعلیم و تعلم کا مقصد بھی یہی ہو کر رہ گیا ہے۔ صحت و علم کے مراکز بھی اسی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ حکومت و سلطنت کا دائرہ بھی اسی کے گرد گردش کر رہا ہے، غرض ذہن و دماغ کا یہ ایک ایسا فساد اور بگاڑ ہے جس سے بحر و بر اور خشکی و تری میں ابتری پھیل چکی ہے اور قرآن کی زبان میں "ظَهرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ "(الروم ۴۱) "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد عام ہو گیا"۔ چنانچہ اس کی وجہ سے آج ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ انسانی ہمدردی و مساوات، عدل و انصاف، رحم و کرم، شفقت و محبت اور نصرت و حمایت جیسے الفاظ بے معنی ہو کر رہ گئے۔ خود غرضی و خود پسندی، کبر و نخوت، ظلم و بدعنوانی اور خیانت و بددیانتی کا دور دورہ ہو گیا ہے جس کے نتیجہ میں بہتر زندگی، چین و سکون اور راحت و آرام انسانی زندگی سے اٹھتے چلے جا رہے ہیں، انسان نے سمجھا کہ دولت ہی سکون کا باعث ہے اس کے جمع کرنے کے لئے تگ ودو کی، ملازمت اختیار کی، تجارت کی، کاروبار کیا اور جب دولت جمع ہو گئی تو اب اس کی فکر نے نیند حرام کر دی، آفس و گھر کہیں راحت و سکون نہیں، نہ بیوی بچوں کے پاس ہی یہ سکون میسر رہی اور نہ ہی آفس و دفتر میں، حتی کہ اسکول و کالج اور جامعات و یونیورسیٹیوں تک کا یہی حال ہے، بہترین مکان، عالیشان کوٹھی، شاندار گاڑی، آل و اولاد، دولت کا انبار لیکن زندگی بہتر نہیں، سکون و اطمینان کا فقدان، ہر کوئی اس کا متلاشی و خواہشمند لیکن حل کسی کے پاس نہیں، آج کوئی اس کی ضمانت نہیں دے سکتا ہے کہ بہترین انجینئر، ماہر ڈاکٹر، باکمال سائنسدان، اور ان کی بڑی بڑی تنخواہیں، خوش آئند زندگی کی ضامن ہیں یا حکومت کے اعلی سے اعلی عہدے و مناصب زندگی کو ہر خوشی و راحت میسر کر سکتے ہیں، یہ ہمارے روز مرہ کے تجربے، مشاہدے اور نگاہوں کے سامنے کی بات ہے۔ لیکن جس نے اس دنیا کو بنایا، سنوارا، ہر طرح کے آسائش کے سامان پیدا کئے اور انسانوں کو اس کے برتنے اور اپنی ضروریات و تحسینات کے لئے اس کے استعمال کرنے کی صلاحیت و مواقع دیئے اور وہی انسانوں کا بھی خالق ہے، بلاشبہ اس نے ہماری بہتر زندگی اور سکون و راحت کی ضمانت دی ہے بس ایک شرط کے ساتھ کہ ہم اس کے حکم کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لیں، قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالی نے اسی ضمانت کا اعلان فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں مرد و عورت ہر ایک کے لئے پاکیزہ اور اچھی زندگی کی ضمانت دی گئی ہے، یہاں پاکیزہ اور اچھی زندگی کے حصول میں عورت و مرد کا کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھا گیا ہے، بلکہ دونوں کے لئے ایک ہی ضابطہ اور اصول ہے، جو بھی چاہے اس پر عمل کر کے اپنی دنیوی زندگی کو پاکیزہ اور آخرت کی زندگی کو کامیاب و بامراد بنا سکتا ہے۔ بقول مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ "حیات طیبہ "ایک جامع اور دور رس معانی پر مشتمل کلمہ ہے جو مثالی اور کامیاب زندگی کا مفہوم اور عزت و اطمینان کے غیر محدود معانی رکھتا ہے۔" (خواتین اور دین کی خدمت:۱۹) غرض اس دنیا میں انسان اگر بہتر زندگی کا متلاشی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی زندگی اچھی اور خوبصورت گزرے تو اسے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا پابند ہونا پڑے گا، اللہ رب العزت نے ایسے صاحب ایمان کو اسی دنیا میں پاکیزہ اور اچھی زندگی کی بشارت دی ہے اور آخرت میں بہتر سے بہتر اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے، گویا اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکام پر چل کر ہم اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار سکتے ہیں، انبیاء کرام، اولیاء اللہ، صالحین اور نیک لوگوں کی زندگیاں اس پر شاہد ہیں کہ کیسی اطمینان و سکون کی زندگی انہیں میسر رہی، اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ رنج و غم، مرض و الم اور فقر و فاقہ سے زندگی پاک ہو، بلکہ یہ ساری چیزیں بھی ہوں گی، مگر وہ اطمینان قلب سے کبھی محروم نہیں ہوگا، بلکہ ان مصائب و آلام کو بھی خوشی خوشی راحت و سکون کے ساتھ برداشت کرتا چلا جائے گا، اس وقت ہم اچھی زندگی کو اپنی محنت و کوشش سے حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، لیکن وہ ہاتھ نہیں آ رہی ہے، اس کی وجہ قرآن کریم نے ہی بیان فرما دیا ارشاد ہے:"وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى " (سورہ طہ:۱۲۴) جو کوئی میری نصیحت سے اعراض کرے گا سو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں "ذکری" سے مراد "دینی" لیا ہے، لکھتے ہیں:

ومن أعرض عن ذكرى أي ديني وتلاوة كتابي والعمل بما فيه یعنی جو شخص میرے دین سے میری کتاب کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے سے اعراض کرے گا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایسے شخص کے لئے جو اللہ کے بتائے ہوئے ڈگر سے ہٹ کر زندگی گزارتا ہے، اس کے لیے دنیا کی تنگی اور ساتھ ہی آخرت کی ناکامی و نامرادی کو بیان فرمایا ہے، اس ضمن میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے، اس کی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے

گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بناء پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے، کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا، موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں، یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے، اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا، بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "ألا بذكر الله تطمئن القلوب" (تفسیر عثمانی)

حضرت مولانا عبد الماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں: آخرت کی طرف سے بے خبر اور بے فکر اور قناعت و توکل کے مفہوم سے ناآشنا رہنے کا لازمی اور قطعی نتیجہ یہ ہے کہ انسان ساری عمر مال کی طلب میں، جاہ کی حرص میں، ترقی کی فکر و ہوس میں، نقصان اور کمی کے غم و اندیشہ میں گھل گھل کر گزارے۔ اور اس لیے آیت میں تنگی کا تعلق قلب سے ارشاد ہوا ہے۔ بڑے بڑے دولت مندوں، خوشحالوں کی خودکشی کر لینے کی خبریں جو آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں سب اسی تنگی قلب کے شواہد ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

دودھ میں گوبر کے ذرات اور پیشاب کے قطرات کا حکم

جانوروں کا دودھ دوہنے کے وقت عام طور سے اس کے تھن یا جسم میں لگے گوبر کے خشک ذرات دودھ میں پڑ جاتے ہیں، اسی طرح جانور کے پیشاب کے قطرات بھی اگر پڑ جائیں تو ایسے دودھ کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

(۱) صورت مسئولہ میں دودھ دوہتے وقت گوبر کے ذرات دودھ میں پڑ جائیں اور پڑتے ہی فوراً نکال دیے جائیں تو دودھ پاک رہے گا اور اگر فوراً نہیں نکالے گئے اور وہ ذرات دودھ میں تحلیل ہو گئے یا گوبر کا اثر (رنگ) دودھ میں ظاہر ہو گیا تو دودھ ناپاک ہو جائے گا۔

(۲) پیشاب کا ایک قطرہ بھی دودھ میں پڑ جائے تو دودھ ناپاک ہو جائے گا اور اس کا استعمال درست نہیں ہوگا۔

مسجد میں مرغا اور خصی کی نذر

اگر کوئی شخص اس طرح نذر مانے کہ میرا بیٹا یا فلاں رشتہ دار جو بیمار ہے اگر اچھا ہو گیا تو ایک عدد مرغا یا خصی مسجد میں دوں گا، اور وہ بیمار صحت یاب ہو جائے تو منذور جانور کو مسجد میں دینا لازم ہوگا یا نہیں؟ اور مسجد میں اس کی رقم کا استعمال درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

ان ہی چیزوں کی نذر درست ہے جو عبادات مقصودہ کے قبیل سے ہوں اور ان کے جنس سے کوئی چیز واجب ہو، لہٰذا صورت مسئولہ میں کسی شخص نے یہ نذر مانی کہ میرا بیٹا یا رشتہ دار صحت یاب ہو جائے تو میں مسجد میں مرغا دوں گا، تو یہ نذر صحیح نہیں ہے، کیونکہ مرغ کی قربانی درست نہیں ہے، صحتیابی کے بعد اس پر اس نذر کی ادائیگی لازم و ضروری نہیں ہے، البتہ اگر یہ نذر مانی کہ میرا بیٹا یا فلاں رشتہ دار صحت یاب ہو گیا تو مسجد میں خصی دوں گا، تو چونکہ اس کی جنس سے قربانی واجب ہے اور قربانی عبادت مقصودہ میں سے بھی ہے، اس لیے یہ نذر صحیح ہوگی اور صحت یاب ہو جانے کے بعد خصی کا تصدق لازم ہوگا، جس کے حقدار فقراء و مساکین ہوں گے، مسجد میں اس رقم کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔

نیٹ ورک مارکیٹنگ

آج کل نیٹ ورک مارکیٹنگ کا ایک جال بچھا ہوا ہے، جس کے دام میں اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہو رہے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس میں شمولیت درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

نیٹ ورک مارکیٹنگ کے سلسلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا سولہواں فقہی سیمینار بمقام اعظم گڈھ، یوپی مورخہ ۱۰۔۱۳؍ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۰۷ء منعقد ہو چکا ہے، جس میں باتفاق رائے یہ تجاویز پاس ہو چکی ہیں: (۱) ملٹی لیول مارکیٹنگ کی مروجہ شکلیں مختلف مفاسد کو شامل ہیں، اس میں دھوکہ، غرر، بیع کو ایک غیر متعلق چیز کے ساتھ مشروط کرنا، ایک معاملہ کو دو معاملوں سے مرکب بنا دینا اور شبہ قمار وغیرہ خلاف شرع باتیں پائی جاتی ہیں، اور خریداروں کا اصل مقصد سامان خرید کرنا نہیں ہوتا ہے، بلکہ غیر معمولی کمیشن حاصل کرنا ہوتا ہے، اس لیے اس میں شرکت جائز نہیں ہے۔ (۲) چونکہ اس میں شرکت جائز نہیں ہے، اس لیے اس میں دوسروں کو شریک کرنا اور نیچے کے ممبروں کے وساطت سے کمیشن حاصل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۳) مسلمانوں کو اس طرح کے تمام کاروبار سے بچنا چاہئے اور کسی بھی ایسی تجارت میں شامل نہیں ہونا چاہئے، جو اسلام کے مقرر کیے ہوئے اصول سے متصادم ہو۔ (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے/۱۶۴)

کبوتر کی بیٹ والی چٹائی پر نماز

مسجد میں کبوتر اور فاختہ کی آمد بکثرت ہوتی ہے، وہ مسجد کے صحن اور چٹائی پر بیٹ بھی کر دیتے ہیں ایسے صحن اور چٹائی پر نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

کبوتر اور فاختہ اور ماکول اللحم پرندوں (جن کا گوشت کھانا جائز ہے) کی بیٹ پاک ہے، لہٰذا صحن مسجد اور چٹائی، جس پر کبوتر اور فاختہ نے بیٹ کر دیا ہے اس پر شرعاً نماز صحیح اور درست ہے۔

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 14 مورخہ ۱۴/۹/۱۴۳۹ھ مطابق ۲/اپریل ۲۰۱۸ء روز سوموار

سفر جاری ہے

امارت شرعیہ کے بنیادی شعبوں میں ایک اہم شعبہ دار القضاء کا ہے، اس شعبہ کی وجہ سے پورے ہندوستان اور بیرون ملک میں اس کی شناخت ہے، ملک کی مختلف جامعات اور معہد کے طلبہ قضاء کی تعلیم اور عملی تربیت کے لیے یہاں تشریف لاتے ہیں، اور ملک کے دار القضاء میں اپنی بیش قیمت خدمات کے ذریعہ اسلامی عدل وانصاف کے قیام میں مدد پہونچاتے ہیں۔

دار القضاء کا قیام ایک شرعی ضرورت ہے، اس ضرورت کی تکمیل کیلیے ہر عہد میں امراء شریعت نے خصوصی توجہ دی ہے، موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی توجہ تعلیم اور دار القضاء کے قیام پر خصوصیت سے مرکوز ہے، سی بی ایس ای طرز تعلیم کے دو ادارے گریڈیہہ اور پسکا نگری رانچی میں کام کرنے لگے ہیں، حضرت کی خواہش ہے کہ امارت پبلک اسکول کے نام سے اس سلسلے کی وسعت دی جائے اور ممکن ہو تو ہر ضلع میں ایسے اسکول کھولے جائیں جس میں معیاری تعلیم کے ساتھ بچوں کو اسلامی ماحول اور دینی تربیت دی جائے، حضرت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ لیتے ہیں، تو پوری مضبوطی سے لیتے ہیں اور رکاوٹوں کو دور کر کے اسے زمین پر اتار دیتے ہیں، اس عزم محکم کی وجہ سے بجا طور پر امید کی جاتی ہے کہ یہ سلسلہ تیزی سے دراز ہوگا اور تعلیمی وتربیتی معیار ومنہاج کی وجہ سے عوام وخواص میں مقبول ہوگا۔

حضرت کی توجہ کا دوسرا مرکز دار القضاء ہے، امسال بہار اور جھارکھنڈ کے متعدد شہروں اور قصبات میں دار القضاء کا قیام عمل میں آیا، دین بندھی (سوپول) اور سوپول شہر اور ٹیڑھا گاچھی کشن گنج میں اس مہینہ میں حضرت نے دار القضاء کے قیام اور قاضی کے تقرر کا اعلان کیا، ان جگہوں پر حضرت صاحب خود تشریف لے گیے اور لوگوں کو خطاب فرمایا، عوام کا ہجوم اور لوگوں کا اشتیاق دیدنی تھا، ہر جگہ زبردست استقبال ہوا، اور لوگوں نے اسے وقت کی ضرورت قرار دیا۔

لوک پال

انا ہزارے سات سال کی خاموشی کے بعد پھر لوک پال کے تقرر کے مسئلہ پر رام لیلا میدان پہونچ گئے ہیں، انہوں نے غیر متعینہ مدت تک اپنا دھرنا جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے، یہ دھرنا بدعنوانی کے خلاف انہوں نے پھر سے شروع کر دیا ہے، بدعنوانی ختم کرنے کے لیے ان کی تحریک پر لوک پال اور لوک آیوکت قانون ۲۰۱۳ء میں ہی پاس ہو گیا تھا، یکم جنوری ۲۰۱۴ء کو صدر جمہوریہ کی منظوری کے بعد سے قانون کا درجہ حاصل ہو گیا تھا اور ۱۶/جنوری ۲۰۱۴ء سے اس کا نفاذ بھی عمل میں آ گیا تھا، اس کے باوجود نہ تو مرکزی حکومت نے لوک پال کی تقرری کی اور نہ ہی ریاستی سرکاروں نے لوک آیوکت کا تقرر کیا، انا ہزارے کے ساتھ عدالت بھی اس مئسلہ پر سرگرم ہوگئی ہے، اور اس مسئلہ پر سرگرم ہوگئی ہے اور اس نے پانڈیچیری اور بارہ ریاستوں کے چیف سکریٹری سے دو ہفتہ کے اندر جواب طلب کیا ہے کہ ان کے یہاں اب تک لوک آیکت اور آپ لوک آیکت کی تقرری کیوں نہیں کی گئی۔

اس تحریک کے نتیجہ میں دہلی میں عاپ کی حکومت قائم ہوئی اور ایک غیر سیاسی آدمی نے عام آدمی بن کر دہلی کی حکومت پر قبضہ کر لیا، بی جے پی اور کانگریس کی ساری امیدوں پر جھاڑو پھیر دیا، جھاڑو پھیر دیا یہاں اس لفظ کا استعمال میں نے حقیقی معنوں میں کیا ہے، کیوں کہ عام آدمی پارٹی کا نشان جھاڑو ہی ہے۔

انا ہزارے کے گہری نیند سے جاگنے کی وجہ کا سیاسی پنڈت اندازہ لگانے میں لگے ہوئے ہیں، لیکن انا ہزارے کے اندر کیا ہے، اس کی تہہ تک پہونچنا بہت لوگوں کے لیے آسان نہیں ہے، ان کی عمر اسی سال کی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ اس عمر میں ہارٹ اٹیک اور عارضہ قلب میں مرجانے کے بجائے سماجی خدمت کرتے ہوئے مرجانا زیادہ بہتر ہے، اس طرح ان کے امر ہو جانے کے امکانات بڑھ جائیں گے، انا ہزارے کا کہنا ہے کہ گذشتہ چار سال میں انہوں نے مودی سرکار کو کسانوں کے مسائل اور لوک پال کے تقرر کے لیے ۴۳ خط لکھے لیکن کوئی جواب نہیں ملا، مجبور ہو کر انہیں پھر سے تا مرگ بھوک ہڑتال پر بیٹھنا پڑا ہے۔

سیاسی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ انا ہزارے کی غیر متعینہ مدت کی اس بھوک ہڑتال اور عدالت کے دریافت کرنے سے سرکار پر دباؤ بڑھے گا، اس دباؤ کے نتیجے میں لوک پال اور لوک آیوکت کی تقرری عمل میں آسکتی ہے، یہ ایک اندازہ ہی ہے، اس لیے کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ مرکزی حکومت کی قیادت بہری ہے، اس پر ہو ہنگامے، شور شرابے، احتجاج ومظاہرہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور حکومت وہی کرتی ہے جو اس کے من میں آتا ہے اور وہی مناتی ہے جو اس کے "من کی بات ہوتی" ہے۔

فسادات کی نئی لہر

جیسے جیسے ۲۰۱۹ء قریب آتا جا رہا ہے، فرقہ پرست طاقتیں ایک خاص مذہب کے ووٹوں کو متحد کرنے میں جٹ گئی ہے، اس کے لیے مسلم علاقوں میں کشیدگی پیدا کی جا رہی ہے اور فسادات کرائے جا رہے ہیں، بھاگلپور، اورنگ آباد، مونگیر، روسڑا، سمستی پور اور دوسرے علاقوں میں فسادات کا آغاز کرا دیا گیا ہے، فرقہ وارانہ ماحول بگاڑنے کی کوشش تیز ہوگئی ہے، دفعہ ۴۴ کے نفاذ کے باوجود حالات قابو میں نہیں آرہے ہیں، گرفتاریاں بھی انہیں لوگوں کی ہو رہی ہیں، جن کی دوکانیں جلائی گئیں اور جن کے اموال لوٹ لیے گیے، یہ حال صرف بہار کا ہے، رام نومی کے جلوس کے موقع سے اسلحے اور تلواروں کے ساتھ جو مظاہرے کیے گئے اس نے اقلیتوں کے درمیان خوف وہراس کا ماحول پیدا کر دیا ہے، جس کی وجہ سے کشیدگی بڑھ گئی ہے، دوسری طرف ایک خاص طبقہ میں بیداری پیدا کرنے کے لئے بڑے بڑے یگیہ کرائے جا رہے ہیں، ان میں زوردار نعرے لگتے ہیں، رات رات بھر کیرتن ہو رہے ہیں، مائیک کے شور شرابے کی وجہ سے راتوں کی نیند حرام ہوگئی ہے، جن لوگوں کو اذان کی آواز پر اعتراض ہے، وہی لوگ اس "یگیہ" کو ہون دے رہے ہیں، گاؤں گاؤں انعقاد کروا رہے ہیں اور ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ عام لوگوں کو کیوں اس طرح پریشان کیا جا رہا ہے، مقصد صرف ایک ہے کہ ہندوتوا کے نظریات وخیالات کو گھر گھر پہونچا دیا جائے تاکہ ۲۰۱۹ء میں رائے دہندگان کے ووٹوں کو استعمال کر کے مرکزی سنگھاسن پر پہونچنا آسان ہو جائے، ہمارے وزیر اعلیٰ نتیش کمار سیکولر انداز کے ہیں، بی جے پی سے الائنس اور اتحاد کے باوجود ان معاملات پر سخت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

آج صورت حال یہ ہے کہ ایف آئی آر کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کی بات کی جا رہی ہے، قانون کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور حکومت ایسے لوگوں کو گرفتار کرنے سے گھبرا رہی ہے، ان معاملات پر اگر سخت قدم نہیں اٹھائے گئے تو یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا جائے گا اور اس کا نقصان ملک اور ریاست کو پہونچے گا۔

مجسمہ شکنی

تری پورہ انتخاب میں جیت کے بعد بی جے پی کے کارندوں کے ذریعہ مجسمہ شکنی کا جو آغاز ہوا تھا اس نے دھیرے دھیرے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، مودی اور راج ناتھ کی جانب سے سخت کارروائی کی تنبیہ کے باوجود یہ سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے، تری پورہ کے بعد تامل ناڈو میں پریٹا، جنوبی کولکاتہ کے کالی گھاٹ میں شیاما پرساد مکھرجی کے مجسمہ کو توڑ پھوڑ کا شکار ہونا پڑا، مجسمہ کے چہروں پر سیاہی پوتی گئی اور اس زد میں ملک کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کا مجسمہ بھی آیا، تازہ واقعہ ملک کے پہلے وزیر تعلیم اور مجاہد آزادی مولانا ابوالکلام آزاد کے مجسمے کو مغربی بنگال میں توڑنے کا پیش آیا، شر پسند عناصر کے ذریعہ مجسمہ کو توڑنے کی ویڈیو وائرل ہو رہی ہے۔

اسلام میں مجسمہ سازی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لیے مسلمانوں کے مجسمے شاید وباید کہیں دیکھنے کو ملتے ہیں، مولانا مظہر الحق، غالب اور چند ایک دوسرے لیڈران کے مجسمے ہی ہندوستان میں پائے جاتے ہیں، ان مجسموں کو توڑنے سے ان کے عقیدت مندوں کو صدمہ پہونچتا ہے اور اس سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے، اس لیے ہم اسے خطرناک رجحان سمجھتے ہیں، اس کا مطلب مجسموں کی حوصلہ افزائی نہیں ہے، مجسمے بنائے ہی نہیں جائیں، یہ بہت بہتر ہے، لیکن موجودہ حالات میں غیر مسلم حکومت میں مجسمہ شکنی کا سلسلہ دراز ہونے سے ملک خطرات سے دوچار ہوگا اور خانہ جنگی کے امکانات بڑھیں گے، اس لیے شر پسندوں کی جانب سے اس قسم کی حرکت کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا، حکومت سارے مجسموں کو ہٹانے کا فیصلہ کرے تو یہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہوگا اور ہم اس کا خیر مقدم کریں گے، لیکن ہندوستان میں فی الوقت اس کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے۔

مایوس نہ ہوں

مرکز میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی زیر قیادت حکومت کو کم وبیش چار سال کا عرصہ گذر گیا، اس عرصہ میں مودی سرکار نے ملک کو کنگال بنا کر رکھ دیا ہے، مہنگائی وبے روزگاری اپنی انتہا کو پہونچ گئی، روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں آسمان چھونے لگی ہیں، نوجوان روزگار کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں، کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے، سماجی طور پر ملک اس قدر ابتر ہو چکا ہے مسلمانوں کے پڑوس میں رہنے والے ہندو بھائی جو برسوں سے آپس میں شیر وشکر بن کر زندگی بسر کر رہے تھے، آج ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت کا زہر بھرا ہوا ہے، جب بی جے پی اپنے کئے وعدوں کو پورا نہ کر سکی تو اس نے بنیادی مسائل سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے ایک طبقہ کو آلہ کار بنانا شروع کر دیا تاکہ ہندوتو کو فروغ دینے اور ووٹ کو بکھرنے سے بچا سکیں، اب اس نے باغیانہ کارروائی کرتے ہوئے قانونی طریقے پر مسلمانوں کے لئے عرصہ حیات کو تنگ کرنے کی سازش شروع کر دی ہے تاکہ مسلمانوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنا کر بے دست وپا کر کے رکھ دیں، اس کی یہ چند مثالیں ان کے منصوبوں کو تقویت پہونچا رہی ہیں یعنی کہ جو لوگ تقسیم ملک کے وقت نقل مکانی کر گئے اور ان کی جائدادیں ہندوستان میں رہ گئیں ان کے وارثین کو Enemy Property Amendment Act-16 کے ذریعہ ختم کر دیا گیا، اور حکومت نے اس کو اپنی تحویل میں لے لیا، اسی طرح ایک اندازہ کے مطابق پچاس لاکھ کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کی جائدادیں حکومت نے اس قانون کے ذریعہ ضبط کر لیا، اسی طرح گجرات اسمبلی نے Cow Protection ایکٹ کو نئے قوانین کے ذریعہ مزید سخت بنا دیا گیا، کانگریس کے دور اقتدار میں ایک قانون UAPA منظور ہوا تھا، یعنی اس قانون کے تحت کسی بھی مشتبہ شخص کو ایک سال کے لئے جیل میں زیر حراست رکھا جا سکتا ہے اور ضمانت کے لئے ایسے کیسوں میں 365 دن تک کوئی سماعت نہیں ہوگی اس سلسلہ میں پولیس عہدیداروں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کے مطابق FIR درج کریں۔ دہشت گردی کو روکنے کے لئے Tada اور Pota کی طرح اس قانون کے شکار کچھ گمنام مسلم نوجوان ہو رہے ہیں اور اس قانون کے تحت سیکڑوں مسلم بچے جیل کی سلاخوں میں بند ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، یہ قانون صرف مسلمانوں کے لیے عرصہ حیات کو تنگ کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ کسی بھی مہذب انسانی معاشرہ میں اس طرح کے غیر انسانی قوانین کا نفاذ کسی بھی حیثیت سے مناسب نہیں ہے (بقیہ صفحہ ۶ / پر)

اتحاد وقت کی برکت

مولانا انیس الرحمن قاسمی

اتحاد کسی بھی قوم کی ترقی کا ضامن ہے اور اختلاف وانتشار سے بچاتا ہے، اس کی اہمیت کو بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۰۳)

(اور مضبوط پکڑے رہو اللہ کی رسی کو، اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور آپس میں نااتفاقی نہ کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، اس کو یاد کرو، جب کہ تم دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی، سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچالی، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کرکے بتلاتے ہیں؛ تاکہ تم لوگ راہ ہدایت پر قائم رہو۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپس میں اتفاق قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور اختلاف وانتشار کرنے سے منع کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اعمال وکردار میں نورانیت اتحاد سے پیدا ہوتی ہے اور معاملات میں بہتری انس ومحبت کے جذبے سے پروان چڑھتی ہے، اس کے برخلاف آپسی نااتفاقی سے دلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے اور ترقی کی رفتار رک جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسی اتحاد کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا، ارشاد فرمایا:

"مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم مثل الجسد إذا اشتكى عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى". (صحیح لمسلم، باب تراحم المؤمنین وتعاطفھم، رقم الحدیث:۲۵۸۶) (سارے مومن محبت ورحمت میں جسم واحد کے مانند ہیں کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو جسم کا باقی تمام حصہ بھی بخار اور بے خوابی کا شکار ہوجاتا ہے۔)

یعنی ایک مسلمان کو کوئی تکلیف لاحق ہو تو دوسرا مسلمان اس کو اپنی تکلیف سمجھے، اگر وہ کسی مصیبت، یا حادثہ کا شکار ہوجائے تو اس کو اپنی مصیبت وحادثہ تصور کرے، غرض کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خوشی وغم میں برابر کا شریک ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے:

"المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا". (صحیح البخاری، باب تعاون المؤمنین بعضھم بعضا)

(ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی طرح ہے، جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ سے سہارا پاتی اور سہارا دیتی ہے۔)

یہ حدیث مسلمانوں کو اخوت وبھائی چارگی اور انس ومحبت کا درس دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ ایمان کا رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے، جو خونی رشتہ سے بھی زیادہ مضبوط ومستحکم ہے، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ تمام انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں؛ اس لیے انسانی وحدت کا بھی تقاضہ ہے کہ تمام لوگ ایک دوسرے سے الفت ومحبت رکھیں اور نفرت وعداوت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ﴾ (سورۃ الحجرات:۱۳) (اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قوم اور مختلف خاندان بنایا؛ تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرسکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہ ہے، جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔)

سارے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں کسی ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"لافضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأحمر على أسود ولا أسود على أحمر إلا بالتقوى". (شعب الإیمان، رقم الحدیث:۴۷۷۴) (کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر، فضیلت وبرتری کا مدار صرف تقویٰ ہے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ نے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ رنگ ونسل، وطن اور قبیلہ وبرادری کی بنیاد پر کسی بھی قسم کی ترجیح کو باطل قرار دیتے ہوئے انسانی حدت کے منافی قرار دیا اور فرمایا ہے:

"إن الله عزوجل قد أذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء، مؤمن تقي وفاجر شقي والناس بنو آدم وآدم من تراب". (مسند الإمام أحمد، مسند أبی ھریرۃ، رقم الحدیث:۸۷۳۶/ سنن أبی داؤد، باب فی التفاخر بالأحساب، رقم الحدیث:۵۱۱۶) (اللہ جل شانہ نے تم سے جاہلیت کی بڑائی اور آباء واجداد پر فخر کرنے کو ختم کردیا ہے، اب تو وہ صرف مومن تقی ہوگا، یا شقی فاجر، ساری انسانیت آدم کی اولاد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو جہنمی قرار دیا ہے، جو ذات پات، رنگ ونسل، زبان وبیان، مسلک ومشرب اور سیاسی عصبیت کے شکار ہیں اور اس بنیاد پر ایک دوسرے کو حقیر وذلیل گردانتے ہیں، جس کا نتیجہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوجاتا ہے اور ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسہ ہوجاتا ہے؛ اس لیے رنگ ونسل، ذات برادری اور مسلک ومشرب کی بنیاد پر آپسی اختلاف، یا بغض وحسد کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور جو لوگ اس طرح کی عصبیت کو فروغ دیتے ہیں، وہ یقینی جہنمی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ومن دعا بدعوى الجاهلية فإنه من جثاء جهنم قالوا: يارسول الله! إن صام وصلى، قال: بلى؛ إن صام وصلى وزعم أنه مسلم". (مسند الإمام أحمد، حدیث الحارث الأشعری، رقم الحدیث:۱۷۱۷۰) (اور جس نے جاہلیت کا نعرہ دیا، وہ بیشک جہنم کا ایندھن بنے گا، لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! اگرچہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اگرچہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا شخص انسانی وحدت کو تقسیم کرتا ہے اور جماعتی زندگی سے الگ ہونے کی دعوت دیتا ہے؛ اسی لیے ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"يدالله على الجماعة ومن شذ شذ في النار". (سنن الترمذی، باب فی لزوم الجماعۃ) (اللہ کی مدد جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں ڈالا گیا۔)

مسلمانوں کے لیے تو جماعتی زندگی کے بغیر چارہ نہیں، جو لوگ آپس میں جھگڑے کرتے ہیں، ان کے اندر دو طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں: اول یہ کہ جماعت اور اتحاد کو توڑنے اور الگ ہونے کی وجہ سے ذاتی طور پر کمزور اور بزدل ہوجاتے ہیں اور دوسرا یہ کہ دشمنوں کے قلوب سے رعب ودبدبہ اور ہیبت نکل جاتی ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ﴾ (سورۃ الانفال:۴۶)

(اور جھگڑا نہ کرو، ورنہ کم ہمت ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔)

آپسی اتحاد کا طریقہ یہ ہے کہ انفرادی زندگی میں ایمان والوں سے اور تمام انسانوں سے انسانیت کی بنیاد پر الفت رکھی جائے اور ان تمام چیزوں سے پرہیز کیا جائے، جو آپسی اتحاد کو توڑتی ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ امیر کی اطاعت کی جائے، یہی صحیح طریقہ ہے اور اسی کا اللہ نے حکم بھی دیا ہے:

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ﴾ (سورۃ النساء:۵۹) (اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں سے جو اولی الامر ہیں۔)

اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ مسلمان جہاں بھی رہیں، اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ امیر کی اطاعت کریں، یہاں تک کہ اگر سفر میں ہوں اور تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کی سرپرستی میں سفر کریں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"جب تین آدمی سفر میں جائیں تو ان میں سے ایک کو اپنا امیر ضرور بنالیں"۔ (سنن ابوداؤد، باب فی القوم یسافرون یؤمرون أحدھم، حدیث نمبر:۲۶۰۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور امیر کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی کرنے والا قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے امیر کی اطاعت کی، وہ جنت میں جائے گا:

"وأطيعوا إذا أمركم تدخلوا جنة ربكم". (مسند الإمام أحمد، حدیث أبی أمامۃ الباھلی، رقم الحدیث:۲۲۲۵۸) (اپنے امیر کی جب وہ حکم دے اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔)

اسلام نے جس جماعتی نظام کا مطالبہ کیا ہے، اس کا تصور امیر وامام کے بغیر ممکن نہیں ہے اور امیر وامام کا تصور اطاعت وفرماں برداری کے بغیر ممکن نہیں، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"لا إسلام الا بجماعة ولا جماعة إلا بامارة ولا إمارة إلا بطاعة". (سنن الدارمی، باب فی ذھاب العلم، رقم الحدیث:۲۵۷/ جامع ابن عبدالبر:۶۲)

(اسلامی زندگی بغیر جماعتی زندگی کے ممکن نہیں اور جماعت بغیر امارت کے نہیں اور امارت کا مدار اطاعت پر ہے۔)

لہٰذا تمام مسلمانوں کا ایک امیر کی اطاعت وامارت میں متحد ہوجانا اور اپنی زندگی کے اجتماعی معاملات میں اس کے احکام کی پیروی کرنا اور اس کو فرض سمجھنا ہی دراصل اسلامی زندگی ہے؛ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ تاحیات سمع وطاعت کو اختیار کریں اور جماعت سے الگ نہ ہوں؛ اس لیے کہ جماعت سے الگ ہونے والا اور اطاعت سے گریز کرنے والا دراصل اسلام سے گریز کرنے والا ہوتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"من فارق الجماعة قيد شبر قد خلع ربقة الإسلام من عنقه". (سنن الترمذی، باب ماجاء فی مثل الصلاۃ والصیام، رقم الحدیث:۲۸۶۳) (جو شخص ایک بالشت بھی جماعت سے الگ ہوا تو اس نے اپنے گردن سے اسلام کا طوق نکال دیا۔)

اور اگر اس حالت میں وفات ہوجائے گی تو اس کی موت جاہلیت اور کفر والی موت ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"من خرج من الطاعة وفارق الجماعة ثم مات، مات ميتة جاهلية". (صحیح لمسلم، باب الأمر بلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتن وتحذیر الدعاۃ إلی الکفر، رقم الحدیث:۱۸۴۸) (جو شخص امیر کی اطاعت سے علاحدہ ہوگیا اور جماعت کو چھوڑ دیا، پھر اس پر اس کی موت ہوگئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔)

اس لیے اس دنیا کی کامیابی اور آخرت میں فوز وفلاح کے لیے ضروری ہے کہ ہر طرح کی عصبیت سے دور رہ کر آپس میں اتحاد واتفاق کو قائم رکھیں اور مسلسل اس کے لیے کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دین بچاؤ- دیش بچاؤ، ایک دینی وملی فریضہ

مفتی سھیل احمد قاسمی- مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

اسلام نے جواحکام وہدایات انسانیت کو پندرہ سوسال پہلے دی تھی، وہ وقت کے سمندر میں آج بھی مضبوط ومستحکم چٹان کی طرح پوری توانائی اور تمام تر اچھائیوں کے ساتھ کھڑی ہوئی، زمانے کی تبدیلیوں کے طوفانوں، ترقی کے تھپیڑوں اور ماڈرن خیالات کی لہروں کا مقابلہ کررہی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت،کوئی تحریک اورکوئی انقلاب ان میں ذرہ برابرتبدیلی نہیں لاسکی اورقیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔

اسلام کے تمام احکامات اللہ کی جانب سے آئے ہیں، یہ اللہ کا قانون ہے اوراللہ کا قانون کبھی نہیں بدلتا، اللہ وہ ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے وہ انسانوں کی فطرت، ان کی خواہش اورارمانوں سے بخوبی واقف ہے ،وہ دانا وحکیم ہے، وہ جانتا ہے کہ انسانوں کے امور ومعاملات کیا ہیں اورکیا ہوں گے۔قانون سازی انسانوں کا حق نہیں، صرف خدا کا حق ہے،قرآنی ہدایات اوراسلام کے ضابطہ کے مطابق کسی فرد،کسی جماعت کومسلمانوں کے لیے اسلامی شریعت کے مقابلہ میں قانون سازی یا قانون سازی کی راہ سے مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے الا یہ کہ وہ شریعت الٰہی کونافذ کرنے والا ہو۔

دین کی حفاظت اسلامی فریضہ ھے:

قرآن حکیم نے ایسے کسی بھی حملے کو برداشت کرنے کی تعلیم نہیں دی ہے جو دین اسلام کو مٹانے اورمسلمانوں پراسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام مسلط کرنے کے لیے کیا جائے۔اسلام نے سختی کے ساتھ حکم دیا ہے کہ جو کوئی تمہارے انسانی حقوق چھیننے کی کوشش کرے،تم پر ظلم وستم ڈھائے، تم سے ایمان وضمیر کی آزادی سلب کرے، تمہیں اپنے دین کے مطابق زندگی بسر کرنے سے روکے تواہل ایمان کی ذمہ داری ہے کہ اپنی طاقت وصلاحیت کے مطابق اس ظلم وستم کو دفاع کرنے کی کوشش کرے اور جب تک خطرہ باقی رہے،اس فتنہ کوختم کرنے کی جدوجہد کرتا رہے۔

دفاع کے احکام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے ان دینی فرائض میں جس کا تعلق دنیوی زندگی سے ہے، ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دین اورقومی استقلال کی سختی کے ساتھ حفاظت کریں، اپنے قومی ودینی وجود کوکسی حال میں فتنہ سے مغلوب نہ ہونے دیں۔ مذہبی آزادی کا سلب کرنا،امن واطمینان کودرہم برہم کرنا، اجتماعی زندگی کوخطرہ میں مبتلا کرنا یہ سب خطرناک قسم کے فتنے ہیں۔اسی طرح جب مسلمانوں پران کے مذہبی عقائد کے باعث تشدد کیا جائے،انہیں محض اس لیے ستایا جائے کہ وہ مسلمان ہیں،صرف ایک خدا کے سامنے اپنی قیمتی پیشانی جھکاتے ہیں،ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو مسلمانوں کے لیے وقت اورحالات کے مطابق اسباب وذرائع کے ذریعہ اس فتنہ کوختم کرنے کی جدوجہد کرنا دینی وملی فریضہ ہے۔

یہ عظیم الشان اورسونے کی چڑیا کہا جانے والا ملک جوہمارا وطن عزیز ہے، اس کے ذرے ذرے سے ہم سبھوں کو بے پناہ محبت ہے؛ اس لیے کہ وطن کی محبت ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ مذہب اسلام واضح طور پر بتاتا ہے کہ وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے،وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔

ہمارا یہ ملک صدیوں سے مختلف فرقوں اورملتوں کا گہوارہ، مختلف زبان وعقائد اوررسم ورواج کا حسین سنگم رہا ہے۔یہ ملک وحدت واتحاد، باہمی تعلقات کی خوشگواری، آپسی میل ومحبت اور بھائی چارگی اس ملک کی پہچان اورسب سے مضبوط قوت اوراس کے استحکام وترقی کی بنیاد ہے۔ یہی وہ عظیم طاقت ہے جس کی بدولت ہم نے ظالم وجابر برطانوی اقتدار سے نجات حاصل کی اور ملک کوآزادی نصیب ہوئی۔

لیکن آج اس کی صحت وسالمیت کو جوخطرہ لاحق ہے، وہ کینسر سے زیادہ خطرناک اورتعمیر وترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہورہی ہے،اس عظیم ملک کا ہرشہری اورایک جمہوری قانون ودستور کے سایہ میں رہتے ہوئے اس ملک کا سنجیدہ ذہن ودماغ رکھنے والا باشندہ کرب واضطراب اوربے چینی کا شکار ہے،جس کا اظہار حق وانصاف اورقانون کے محافظوں نے دردوکرب کے ساتھ کیا کہ’’ جمہوریت خطرہ میں ہے‘‘،اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت حالات کس قدر خطرناک ہیں اورسونے کی چڑیا کی صورت وشکل کوبگاڑنے کی کس طرح مذموم کوششیں ہورہی ہیں۔

ایسے حالات میں ایک لمحہ کے لیے بھی ہماری زندگی ایک اجنبی اور تماشائی زندگی نہیں ہوسکتی،اس کے بناؤاورترقی سے ہمارا بہت ہی مضبوط اور گہرا تعلق ہے،اس لیے وطنی زندگی میں اپنے حقوق وفرائض کے ساتھ ساتھ اپنے وطنی فرائض سے کسی طرح کی غفلت ہمارے لئے صحیح نہیں ہے۔ اِن ہی بنیاد پر بیدار مغز،صاحب علم وبصیرت امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکراسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے ملت اسلامیہ ہندکو عموماً اور بہاراڈیشہ وجھارکھنڈ کوخصوصاً اپنے فرض ومنصب کا صحیح احساس پیدا کرنے کے لیے آواز دی ہے:’’دین بچاؤ- دیش بچاؤ‘‘۔

بیشک ہم وفادار ہیں اس ملک کے ،مادروطن کے،مگر وفاداری کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کسی افسر کے غلط کام پرنکتہ چینی نہ کریں،حکومت کے ظلم وزیادتی اورناانصافیوں کو برداشت کرتے رہیں، ملک کے لوٹنے والوں کا تماشہ دیکھتے رہیں، ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔حکومت اورافسرانِ حکومت کا اہم ترین فریضہ یہ ہے کہ وہ ملک اوروطن کے وفادار ہوں۔اگر وفاداری کے خلاف کوئی حرکت دیکھیں گےتو ہم ضرور آواز بلند کریں گے۔ جمہوریہ ہند، مساوات، یکسانیت ،آزادی رائے، آزادی ضمیر کے اصولوں پر قائم کیا گیا ہے۔

اس لیے ہمت وجرأت اوردوراندیشی سے کام لینا ہوگا،ہمیں باعزت زندہ رہنے کا عزم کرنا ہوگا،قوم وملت کی قسمت ہم سے وابستہ ہے، ہم ابھریں گےتو قوم ابھرے گی، ہم آگے بڑھیں گےتو ملت آگے جائے گی،ملک کا عروج وزوال آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آیئے ہم سب مل کرعہد کریں کہ کتاب وسنت ہماری شاہراہ ہے،ان کی تعلیمات ہماری رہبر ہے، ہم اپنے بچوں،جوانوں کے معمارت کی حیثیت رکھتے ہیں،ہم اپنی ساری صلاحیت ان کے سنوارنے ، بنانے پرصرف کردیں گے۔ہم انہیں عزم وحوصلہ اوردوراندیشی کی دولت سے مالا مال کردیں گے،روشن وتابناک ماضی کی طرح آئندہ نسلوں کوروشن وتابناک مستقبل کا سامان فراہم کرجائیں گے۔

اس موقع پرحضرت مولانا آزاد کے خطبات کا کچھ حصہ پیش کرنے کوبہت مناسب سمجھتا ہوں اوراپنے لیے باعث سعادت بھی۔

’’میں مسلمان ہوں اورفخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں، اسلام کی تیرہ سوبرس کی شاندار روایتیں میرے ورثے میں آئی ہیں، میں تیار نہیں کہ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ ضائع ہونے دوں، اسلام کی تعلیم ،اسلام کی تاریخ، اسلام کے علوم وفنون، اسلام کی تہذیب میری دولت کا سرمایہ ہے۔

میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں، بحیثیت مسلمان ہونے کے میں مذہبی اورکلچر دائرے میں اپنی ایک خاص ہستی رکھتا ہوں، میں برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی اس میں مداخلت کرے۔

لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اوراحساس رکھتا ہوں جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا ہے،اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی،وہ اس راہ میں میری رہنمائی کرتی ہے۔ میں فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں ہندوستانی ہوں، میں ہندوستان کی ایک ناقابل تقسیم متحدہ قومیت کا ایک عنصر ہوں، میں اس متحدہ قومیت کا ایک ایسا اہم عنصر ہوں جس کے بغیر اس کی عظمت کا ہیکل ادھورہ رہ جاتا ہے۔

میں اپنے اس دعوے سے کبھی دست بردار نہیں ہوسکتا۔‘‘(خطبات آزاد۔ص:۲۹۷)

ملکی حالات سے ہرگز مایوس نہ ہوں

مولانا محمد ناظم ندوی

اس وقت ہندوستانی مسلمان ابتلا وآزمائش کے دور سے گذر رہے ہیں، نئے نئے خطرات واندیشوں نے انہیں خوف وہراس میں مبتلا کر رکھا ہے، کسی تاریخی ثبوت اور تحقیقی دستاویز کے بغیر روزانہ اخبارات اورسوشل میڈیا پر ایسی خبریں شائع ہورہی ہیں،جن سے نفرت،عصبیت اورفرقہ واریت کی فضا پیدا ہوتی ہے،ذہن ودماغ میں تناؤاورغم وغصہ کی ایسی لہریں اٹھتی ہیں، جوآنے والے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے،فسطائی ذہن رکھنے والے ہر روز نیا تنازعہ کھڑا کرکے ماحول کو بگاڑنا چاہتے ہیں، ان کی بے ہودہ گفتگو اورغیر ذمہ دارانہ طرزعمل سے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ ملک ہمارا ہے،ہم اس کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں اور دوسری قوموں کو ہماری ثقافت ، ہمارے کلچر اور ہمارے قومی دھارے میں ضم ہوجانا چاہیے اورپس پردہ حکومت کی پالیسی بھی یہی معلوم ہوتی ہے،اسی لیے کبھی وہ تاج محل پرنفرت کی سیاست کرتی ہے،کبھی قائد ملت ٹیپو سلطان کی حب الوطنی پرشبہ کرتی ہے،کبھی ہمایوں کے مقبرہ کو کھنڈر بنانے کا تذکرہ ہوتا ہے،کبھی ہر ہندوستانی کو ہندو کہنے کا مشورہ دیا جاتا ہےاور یوٹیوب پر کعبۃ اللہ کے بارے میں نازیبا اظہار خیال کہ وہ بھی پہلے ایک مندر تھا،پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کے ذریعہ اس پر قبضہ کیا اور پورے جزیرۃ العرب کو زیر کرلیا،اس طرح ان گنت مسائل کے ذریعہ امت مسلمہ کی شبیہ خراب کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے؛ تاکہ ایک فرقہ کے افراد کی ذہن سازی کی جاسکے۔

لمحہ لمحہ اورپل پل میں طرح طرح کے خیالات وشبہات دراصل مسلمانوں کو ہراساں وخوف زدہ کرنے اورہندوستان کے بگڑتے حالات وماحول سے سماج ومعاشرہ کا رخ بدلنے کی ایک منصوبہ بند سازش ہے،خاص طور پر جب الیکشن کا موقع آتا ہے، یہ حکمت عملی تیزتر ہوجاتی ہےاورفرقہ وارانہ عصبیت کی لوتیز کرکے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے،ایسی صورت میں حالات بہت تیزی سے بدلتے ہیں،صبح کی دھندلکوں کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے اورشام کا سہانا وقت کچھ اور خبر لے کرآتا ہے، بارش کے قطروں کی طرح حملوں کی بوچھار ہوتی ہے اورچٹائی کے تنکوں کی طرح نت نئے فتنے نمودار ہوتے رہتے ہیں،خطرات واندیشوں کا ماحول سرپرسوار ہے، مسلم دشمن طاقتوں اور فسطائی تنظیموں کے ذہن ودماغ میں اس سے بھی زیادہ لاوا پک رہا ہے،صہیونی وسامراجی قوتوں کی مدد سے ہندوستانی مسلمانوں کو ایک تجربہ گاہ بنانا چاہ رہی ہے، وہ امت مسلمہ کی جان ومال،عزت وناموس، اس کے عقیدہ وایمان اوراس کے فکری وثقافتی ورثہ پر یلغار کرکے اس کے تشخص کومٹا دینا اوراس کی شناخت کوختم کرنا چاہتی ہے،اس کے لیے انہوں نے بھرپور تیاری کررکھی ہے، بار بار صہیونی لابی اور یورپین مراکز میں جاکراس پر ریسرچ بھی کرتی ہے۔(بقیہ:صفحہ ۶/پر)

ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال کا سبب

علامہ سید سلیمان ندوی

ایسے کم مصنف گزرے ہیں جن کی تصانیف میں ان کے زمانہ کی روح نہ ہو، یا اس میں زمان ومکان کی جھلک نہ ہو اور کم از کم یہ کہ اپنے زمانہ کی علمی ناقدر شناسی اور اضطراب احوال کا ذکر نہ ہو، مگر شاہ اللہ محدث دہلویؒ صاحبؒ کی تصانیف کا یہ حال ہے کہ وہ زمان ومکان کی قید سے بالکل پاک اور گلہ وشکایت اور حرف حکایت سے سراپا بے نیاز ہیں، یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئی ہیں، جب امن واطمینان اس ملک سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا تھا، سارا ملک طوائف الملو کی، خانہ جنگی، سیاسی بدامنی اور ہر طرح کے شور وشر میں مبتلا تھا، دلی کی سیاسی مرکزیت مٹ چکی تھی، شمشیر زن اپنی بادشاہی کا خواب دیکھ رہا تھا، سکھ ایک طرف، مرہٹے دوسری طرف، جاٹ تیسری طرف اور وہیلے چوتھی طرف، ملک میں ہر طرف ادھم مچا رہے تھے اور نادر شاہ اور احمد شاہ جیسے پرجوش سپہ سالار خیبر کے دروازے کے پاس کھڑے، جب چاہتے تھے، آندھی کی طرح آجاتے اور سیلاب کی طرح نکل جاتے تھے اور اس درمیان میں دلی خدا جانے کتنی دفعہ لٹی اور کتنی دفعہ بنی، مگر اللہ رے دلی کے تاجدار علم کا امن واطمینان کہ یہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہوتا رہا، مگر نہ دل کو اضطراب، نہ خیال میں انتشار، نہ قلم میں اضطرار، نہ زبان پر زمانہ کا گلہ، نہ قلم سے بے اطمینانی کا اظہار، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلندی کے جس آسمان یا صبر ورضا کے جس لامکان میں تھے، وہاں تک زمین کی آندھیاں نہیں پہونچتیں اور زمان ومکان کی گردشیں وہاں اپنا کام نہیں کرتیں، اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ سچے اہل علم کی شان کتنی بلند اور اصحاب تسلیم ورضا کا منصب کتنا اونچا ہے:

﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾ (ہاں! اللہ کی یاد سے دل اطمینان پاتے ہیں۔)

صحیح علم کی صحیح خدمت بھی ذکر اللہ کی دوسری شکل ہے؛ اس لیے اگر وہ بھی قلب میں اطمینان اور روح میں سکون پیدا کرے تو عجیب نہیں۔

شاہ صاحب کی تصنیفات کے ہزاروں صفحے پڑھ جایئے، آپ کو یہ معلوم بھی نہ ہوگا کہ یہ بارہویں صدی ہجری کے پر آشوب زمانہ کی پیداوار ہے، جب ہر چیز بے اطمینانی اور بدامنی کی نذر تھی، صرف یہ معلوم ہوگا کہ علم وفضل کا ایک دریا ہے جو کسی شور وغل کے بغیر سکون وآرام کے ساتھ بہہ رہا ہے، جو زمان ومکان کے خس وخاشاک کی گندگی سے پاک وصاف ہے۔

لیکن پھر بھی وہ اسی زمانہ میں تھے، جب ہندوستان کی اسلامی سلطنت کا شیرازہ بکھر رہا تھا، ہر طرف بے ترتیبی اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی، ہر طرف بے قیدی اور بے حکمی آشکارا تھی، امراء رنگ رلیوں میں تھے، رعایا بدحال اور ستم گروں کے مظالم سے پامال ہو رہی تھی، اس سے خزانے خالی ہو رہے تھے اور فتنے گرم بازاری دکھا رہے تھے، یہ وہ منظر تھا، جس پر ہزار ضبط وسکون کے بعد بھی شاہ صاحب کی آنکھوں سے بالآخر آنسو کے چند قطرے گر ہی گئے۔ حجۃ اللہ البالغہ کے ایک باب کے آخر میں لکھتے ہیں:

”وغالب سبب خراب البلدان فی ھذا الزمان شیئان: أحدھما تضیقھم علی بیت المال بأن یعتادوا التکسب بالأخذ منه علی أنھم من الغزاۃ أو من العلماء الذین لھم حق فیه أو من الذین جرت عادۃ الملوک بسلتھم کالزھاد والشعراء أو بوجه من وجوہ التکدی ویکون العمدۃ عندھم ھو التکسب دون القیام بالمصلحة فیدخل قوم علی قوم فینغضون علیھم ویصیرون کلا علی المدینة“.

(اس زمانہ میں ملک کی خرابی وویرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں: ایک بیت المال یعنی ملک کے خزانہ پر تنگی، وہ اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دعوے سے حاصل کریں کہ وہ سپاہی ہیں جن کا حق اس خزانہ کی آمدنی میں ہے، یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام واکرام دیا کرتے ہیں، جیسے زہد پیشہ صوفی اور شاعر، دوسرے گروہوں میں سے جو ملک وسلطنت کے کسی کام کے بغیر کسی نہ کسی یا سے طریقے سے روزی حاصل کرتے ہیں جو محنت کے بغیر ان کو ملتی ہے، یہ لوگ ان کے اور دوسروں کے ذرائع آمدنی کو کم کردیتے ہیں اور ملک پر بوجھ ہیں۔)

”والثانی ضرب الضرائب الثقیلة علی الزراع والتجار والمتحرفة والتشدید علیھم حتی یفضی إلی اجحاف المطاوعین واستیصالھم والی تمنع أول بأس شدید وبغیھم وإنما تصلح بالجبایة الیسیرۃ وإقامة الحفظة بقدر الضرورۃ فلیتنبه أھل الزمان لھذہ النکتة واللّٰہ أعلم“. (باب سیاسة المدینة)

(دوسرا سبب کاشت کاروں، بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری محصول لگانا اور ان پر اس بارے میں سختی کرنا ہے، یہاں تک کہ جو بیچارے حکومت کے مطیع اور اس کے حکم کو مانتے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں اور جو سرکش اور نادہند ہیں وہ اور سرکش ہو رہے ہیں اور حکومت کے محصول نہیں ادا کرتے، حالاں کہ ملک اور سلطنت کی آبادی سستے محصول اور فوج اور عہدہ داروں کے بقدر ضرورت تقرر پر ہے، چاہیے کہ اس زمانہ کے لوگ ہوشیار ہوکر سیاست کے اس راز کو سمجھیں۔)

شاہ صاحب نے ان چند سطروں میں جو کچھ فرمایا ہے، وہ آج صفحوں اور دفتروں میں پھیلا کر لکھا جاسکتا ہے، ان کے دور میں نگاہ سیاسیات واقتصادیات کن باریک گوشوں تک پہونچ گئی تھی، ابنائے عصران کے سمجھنے سے بھی قاصر تھے۔

جاگیرداری سسٹم نے سارے ملک کو امراء پر بانٹ دیا تھا، مرکزی کمزوری نے ان سب کی باگیں ڈھیلی کردی تھیں، پشتینی امراء اس دعوے پر کہ ان کے بزرگوں نے بھی اس سلطنت کا کوئی زمانہ کبھی انجام دیا تھا، بے دردسر اور بغیر کسی محنت کی دولت اور زمین پر قابض تھے اور اب گو وہ اس قابل بھی نہیں رہے تھے کہ سلطنت کا کوئی کام انجام دے سکیں، پھر بھی اسی ظاہری طمطراق، تزک واحتشام، عیش وآرام اور نمائش کی زندگی بسر کر رہے تھے اور سلطنت کے مالیات کا نظام ان کی فضول عیاشی اور اسراف سے تہہ وبالا ہو رہا تھا۔

زمین دار اپنے اپنے حلقے بنا کر سلطنت کی زمینوں پر قابض تھے اور اگر ان کو کچھ طاقت حاصل تھی تو ہر قسم کے سرکاری مطالبات کو ٹھکرا کر داد عیش دے رہے اور لٹا رہے تھے اور ان سرکش زمین داروں سے ہر سال مالیانہ کی وصولیابی کسی فوجی فہم کے بغیر ناممکن تھی، چکلہ داروں اور عالموں کا یہی کام ہوتا تھا کہ ہر سال لڑ بھڑ کر زمین داروں کی گڑھیاں فتح کریں اور مالیانہ وصول کریں۔

اسی طرح اگر کسی خاندان میں ظاہری یا باطنی کمالات کی حامل کوئی ہستی ہو اور اس کے اطمینان کے لیے بادشاہ وقت کو کوئی روزینہ مقرر کرنا ہے تو اس کو نسلا بعد نسل لاخراج زمینیں دی جارہی تھیں کہ وہ دعائے ازدیاد جاہ وجلال وعمر واقبال میں مصروف رہیں، ان کے خلاف ان ظاہری وباطنی کمالات سے محروم ہونے کے باوجود سلطنت کے مالیہ پر بے وجہ بوجھ تھے اور بے محنت روزی پاکر ملک وملت کے لیے ان کا وجود ننگ وعار بن رہا تھا۔

یہی حال سلاطین اور امراء کی ان زر پاشیوں کا تھا جو وہ مدح گو شاعروں، قصہ خوانوں، گویوں، نقالوں اور فنون لطیفہ کے بہترین اداکاروں پر صرف کر رہے تھے اور سلطنت کی بنیادیں جن محکموں پر قائم تھی، وہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہوکر زیر وزبر ہو رہے تھے۔

اس غیر عادلانہ نظام کا نتیجہ یہ تھا کہ بادشاہوں کو چوں کہ بہرحال اپنے کاروبار کو چلانا تھا؛ اس لیے سرکشوں اور زبردستوں کو جن سے وہ کچھ لے نہیں سکتے تھے، چھوڑ کر غریب کسانوں پر اور ان پر جو ان کی فرمائشوں کی تعمیل سے سرتابی نہیں کرسکتے تھے، کل سلطنت کے مصارف کا بار تھا اور سارے محصول اکیلے انہیں سے وصول کئے جارہے تھے، جس سے لک کی بے چینی اور بدحالی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، ان غیر متوازی اقتصادی حالات کا انجام تباہی کے سوا کیا تھا؟ اس سے اندازہ لگائیں کہ شاہ صاحب کی اقتصادی وسیاسی نگاہ کتنی دور تک پہنچتی تھی۔

(**بقیہ اداریہ**) لیکن کیا کیا جائے کہ ہماری حکومت نے انسانی قدروں کے تمام اخلاقی حدود کو تار تار کردیا ہے، آپ کے علم ہے کہ ۲۸/دسمبر کو لوک سبھا میں شادی شدہ مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ کے نام پر طلاق ثلاثہ کو باطل قرار دینے پر بل پاس کردیا گیا، جبکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس بل کی خامیوں سے حکومت کو واقف کرایا، پارلیامنٹ میں چند سیکولر ممبران پارلیامنٹ نے اس کے نقائص کی نشاندہی کرائی اس کے باوجود حکومت اپنے موقف پر قائم رہی اور بل کو راجیہ سبھا میں پیش کردیا، جہاں مسلم پرسنل لا بورڈ کی کوششوں سے وہ بل اٹک گیا، بورڈ کے ذمہ داروں نے اپوزیشن سے ملاقاتیں کیں، چنانچہ اپوزیشن پارٹیوں نے راجیہ سبھا میں اس میں ترمیم کرنے اور سلیکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے کا مشورہ دیا، لیکن حکومت اس کو ہر حال میں منظور کرنے کے لئے دباؤ بنائے رہی، اور اب یہ خبر گردش کر رہی ہے کہ حکومت آرڈیننس کے ذریعہ اس کو نافذ کرنے والی ہے، پھر جب اپریل میں راجیہ سبھا میں اکثریت حاصل ہوجائے گی تو باضابطہ طور پر قانون پاس ہوجائے گا، یہ ہیں ملک کے وہ حالات جس نے ہندوستانی باشندوں کو بے چین کر رکھا ہے، لیکن مسلمانوں کو ان حالات سے ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے، زندہ قوموں پر اس طرح کے حالات پیش آتے رہے ہیں، اور وہ حالات سے نہیں گھبراتی ہیں، بلکہ اپنے سیاسی شعور کو بیدار کرتی ہیں اور حکمت وتدبیر سے حالات کے رخ کو موڑتی ہیں۔

(بقیہ: ملکی حالات سے ہرگز مایوس نہ ہوں)

لیکن ان صبر آزما حالات اور مصائب ومشکلات کے ماحول میں مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے، ان کالموں میں اس سے پہلے بھی لکھا گیا ہے کہ امت مسلمہ کا شیوہ مایوسی نہیں ہے؛ بلکہ استقامت وپامردی، جرأت وحوصلہ اور حکمت عملی سے حالات کا رخ پھیرنا اور برق وباد کے خلاف کوہ گراں بن جانا اس امت مسلمہ کا وطیرہ رہا ہے، ہماری تاریخ عزیمت واستقامت سے بھری پڑی ہے، امت مسلمہ پر اس سے پہلے بھی نہ معلوم کتنی مرتبہ اس طرح کی یلغاریں ویورشیں ہوئی ہیں، حق کی طاقت کو ہمیشہ باطل کی موجوں سے واسطہ پڑا ہے، کبھی کبھی ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب اسلام کا دم واپسی ہے اور دین پر قائم رہنا ہاتھ میں انگارے لینے کے مترادف ہے۔

لیکن حالات بدلے اور صنم خانوں ہی سے اسلام کے پاسبان کھڑے ہوگئے اور اسلام کا چمنستان پھر لہلہا اٹھا، ہندوستان میں رہنے والا ایک فرقہ اگرچہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو مشتعل کرکے، ان کے جذبات کو بھڑکا کر، ان کی تہذیب وثقافت پر یلغار کرکے ان کی آنے والی نسل کو ان کے عقیدہ وعمل سے بے گانہ کردے اور وہ ان کے نام نہاد قومی دھارے میں ضم ہوجائیں، یہ ان کی بھول ہے اور اسلامی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔

آزادی کی ستر سالہ تاریخ مین بھی مسلمان اپنی تہذیب وثقافت، اپنے افکار ونظریات، اپنے تمدن وعقیدہ، جان ومال کے تحفظ، اپنی تعلیمی، سماجی واقتصادی پوزیشن کے اعتبار سے مضبوط ہوا ہے، یہ میڈیا جو کچھ دکھا رہا ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے، انہوں نے اس میڈیا پر تسلط وقبضہ کرکے صورت حال کو مخدوش کرکے دکھ دیا ہے، امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ بھی ذرائع ابلاغ، وسائل نشر واشاعت اور میڈیا کا بڑی سنجیدگی، حکمت عملی اور مثبت طریقہ سے استعمال میں لائے۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ ہمارا یہ ہندوستان جمہوری ملک ہے، اس کے خمیر میں سیکولرازم ہے، عالمی طاقتوں کا رخ اور یہاں کا تکثیری ماحول اسے کبھی بھی تانا شاہ نہیں بننے دے گا؛ اس لیے امت مسلمہ کو خاموش جدوجہد اور صبر وعزیمت کے ساتھ حالات کا رخ بدلنے کی حکمت عملی اپنانی چاہیے، جنونیوں کے غلط پروپیگنڈہ سے متأثر نہ ہوں اور ان کے اشتعال پر اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں، اپنے بنیادی مسائل پر توجہ دیں اور اپنی خاموش حکمت عملی کے ذریعہ ان کا جواب دیں۔

ایس سی/ایس ٹی قانون کو ہر حال میں بچانا ضروری

آکار پٹیل

یہ اتفاق نہیں ہے کہ خواتین، دلتوں اور قبائلیوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے بنائے گئے قوانین پر ہی سب سے زیادہ غلط استعمال کے الزامات لگتے رہے ہیں۔

خصوصی قوانین کے غلط استعمال کے خلاف ہماری عدالت عظمٰی کی مہم جاری ہے۔ کچھ دنوں پہلے جسٹس اے کے گویل اور یو یوللت پر مبنی دو ججوں کی بنچ نے ایس سی اور ایس ٹی (انسداد ظلم) قانون کے بڑے پیمانے پر غلط استعمال کا حوالہ دیتے ہوئے اس پر روک لگانے کا حکم جاری کیا۔ دراصل یہ ہدایت دلت اور قبائلی حقوق کا تحفظ کرنے والے ایک بے حد اہم قانون کو ختم کر دے گی۔ پہلی نظر میں تو اس فیصلے کا مقصد اندیشہ پر مبنی جرائم کی غیر جانبدارانہ سماعت کے حقوق کو برقرار رکھنا نظر آتا ہے۔ سپریم کورٹ نے اعتراف کیا ہے کہ غلط طریقے سے گرفتاری اور قید انفرادی آزادی کے آئینی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ یہ فیصلہ مناسب عمل اور بے گناہ ہونے کی سوچ کے اصولوں کا دفاع کرتا ہے جن کو ہندوستان کی مجرمانہ نظامِ انصاف میں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن پھر یہ فیصلہ کچھ عجیب سے دلائل پیش کرتا ہے۔ نیشنل کرائم ریکارڈس بیورو کے کچھ اعداد و شمار، جس پر ہم واپس آئیں گے۔ اور کچھ ہائی کورٹ کے فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے عدالت نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مظالم والے ایکٹ بلیک میل کرنے کا انفرادی بدلہ لینے کے طور پر 'استحصال یا ظلم کرنے کا ایک خصوصی حق اور ذات پرستی کو قائم رکھنے والا قانون بن سکتا ہے۔ آگے اس میں کئی ہدایات دی گئی ہیں، جن میں ایک خطرناک ہدایت بھی شامل ہے؛ جس میں کہا گیا ہے کہ ذات پر مبنی تفریق یا تشدد کی کسی بھی شکایت میں ایف آئی آر درج کرنے سے پہلے پولس لازمی طور پر ابتدائی جانچ کرے گی۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے جب سپریم کورٹ کے دو ججوں نے حفاظت کرنے والے قوانین کے غلط استعمال پر سوال اٹھائے ہیں۔ گزشتہ سال جولائی میں اسی بنچ نے تعزیرات ہند کی دفعہ 498 اے (جہیز مخالف قانون) کے غلط استعمال کو روکنے کی ہدایت دی تھی۔ انھوں نے ریاستوں کو جہیز سے متعلق ظلم کی شکایتوں میں مشتبہ یا ملزم کی گرفتاری سے پہلے معاملے کا جائزہ لینے کے لیے خاندانی فلاح کمیٹیوں کی تشکیل کرنے کے لیے کہا تھا، خوش قسمتی سے اس ہدایت پر سپریم کورٹ کی ایک وسیع بنچ نے پھر سے غور کرنے کی صلاح دی تھی۔ کچھ دیر کے لیے ان قوانین کے بارے میں سوچیں جن کے غلط استعمال کے سب سے زیادہ الزامات لگتے ہیں؛ جنسی استحصال مخالف قانون، کام کرنے کی جگہ خواتین کو تحفظ دینے کے لیے بنا قانون، جہیز مخالف قانون شادی شدہ خاتون کی حفاظت کا قانون، ذات پرستی ظلم قانون، دلتوں اور قبائلیوں کی حفاظت والا قانون؛ یہ اتفاق نہیں ہے کہ انتہائی حساس حالت میں لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے بنائے گئے قوانین، ویسے قوانین ہیں جن پر سب سے زیادہ غلط استعمال کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ دونوں معاملوں کے فیصلوں پر دو سوال کھڑے ہوتے ہیں۔ پہلا، کیا اس الزام میں کوئی سچائی ہے کہ دوسرے قوانین کے مقابلے ان قوانین کے غلط استعمال کا زیادہ امکان ہے؟ اور دوسرا، کیا جو طریقے بتائے گئے ہیں وہ غیر جانبدارانہ سماعت کے لیے سب سے بہتر ہیں؟ سب سے پہلے ان اعداد و شمار پر نظر ڈالتے ہیں جو منگل کے فیصلے میں عدالت کے ذریعہ پیش کیے گئے۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ این سی آر بی کے 2015 کے اعداد و شمار کے مطابق "شیڈول کاسٹ کے مقدموں میں سے 5347 اور شیڈولڈ ٹرائب کے مقدموں میں 912 معاملے غلط پائے گئے۔" دلت حقوق کے اداروں نے اخذ کیا ہے کہ بااثر ذاتوں کے پولس افسران دلتوں کے خلاف جرائم کے معاملے درج کرنے میں اکثر ٹال مٹول کرتے ہیں اور انھیں غلط بتا کر خارج کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر کے لیے ان اعداد و شمار پر غور کیا جائے جو این سی آر بی 2016 کی رپورٹ 'ہندوستان میں جرم' سے لیے گئے ہیں۔ یہ رپورٹ یہ بھی کہتی ہے کہ ایس سی، ایس ٹی معاملوں میں درج یا جانچ نامکمل والے معاملوں کی کل تعداد بالترتیب 56299 اور 9096 تھی۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ تقریباً 10 فیصد یا 10 میں سے ایک معاملہ غلط پایا گیا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ 10 میں سے 9 معاملے جھوٹے یا غلط نہیں تھے۔ یہ اعداد و شمار صاف بتاتے ہیں کہ یہ بڑے پیمانے پر غلط استعمال کا معاملہ نہیں ہے۔ ان اعداد و شمار کا موازنہ دیگر جرائم سے کرتے ہیں۔ اغوا یا اغوا کرنے کے معاملوں میں جھوٹے یا غلط معاملوں کی تعداد 9 فیصد ہے۔ پولس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ دھوکہ دہی کے سبھی معاملوں میں 12 فیصد غلط تھے۔ کیا کبھی کسی کو اغوا یا دھوکہ دہی کے قانون کو واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ فیصلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ 2015" میں عدالتوں کے ذریعہ نمٹارا کیے گئے 15638 معاملوں میں سے 11024 معاملوں میں ملزمین کو بری یا الزام سے بری کر دیا گیا، 495 معاملوں کو واپس لے لیا گیا اور 4119 معاملوں میں الزام ثابت ہوئے۔" 498 اے کے مخالفین کے ذریعہ اس کے غلط استعمال کے ثبوت کے طور پر الزام ثابت ہونے کی شرح کے اعداد و شمار کا بار بار حوالہ دیا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دلیل کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مظالم والے قوانین کے مقدموں میں قصور ثابت ہونے والی شرح کا صرف 26 فیصد ہونا یہ مان لینے کے لیے کافی ہے کہ اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ جانچ اور ٹرائل میں روزانہ ہونے والی تاخیر، مظالم کی رپورٹ اور مظلوم و گواہوں پر دبا؟ اور دلتوں اور قبائلیوں کے انصاف پانے میں پیش آنے والی مصیبتوں کو، جو قصور ثابت کرنے میں متاثر کرتی ہیں، ایک منٹ کے لیے نظر انداز کر دیں۔ اگر ان شرحوں کو غلط استعمال کا اندازہ کرنے کے لیے مناسب پیمانہ مانا جائے تو این سی آر بی کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق دھوکہ دہی، رنگ داری اور توڑ پھوڑ اور آگ زنی کے معاملوں میں قصور ثابت ہونے کی شرح بالترتیب 20 فیصد، 19 فیصد اور 16 فیصد ہیں۔ مجھے اس بات کا انتظار ہے کہ کوئی ان قوانین کے غلط استعمال کا دعویٰ کرے۔ ایشو یہ نہیں ہے کہ دفعہ 498 اے یا دوسرے مظالم والے ایکٹ کا غلط استعمال نہیں ہو سکتا۔ ہر قانون کا غلط استعمال کیا جا سکتا ہے اور ہو رہا ہے۔ لیکن ہندوستان میں ذاتیات کی حقیقت کو نظر انداز کرنے والے طریقے سے چنندہ طور پر کچھ قوانین کو چیلنج کرنا اور اس نتیجہ پر پہنچنا کہ خصوصی طور پر ان کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے، پوری طرح سے غلط ہے۔ دوسرا ایشو یہ ہے کہ عدالت کے ذریعہ جاری گائیڈ لائنس مناسب ٹرائل سے متعلق مسائل کو حل کرنے کا مناسب طریقہ ہیں۔ ہندوستان میں مظلوم یا گواہوں کی حفاظت کے منصوبے کی کمی ہے، اس لیے نسلی یا جنسی تشدد کی شکایت کرنے والے کمزور طبقہ کے لوگوں کو اکثر مشتبہ لوگوں سے مظالم اور دھمکی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ پولس اکثر ایف آئی آر درج کرنے سے بچنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسی حالت میں شکایتوں کی جانچ کے لیے 'خاندانی فلاح سمیتی' شروع کرنے یا پولس کے ذریعہ ایف آئی آر درج کرنے سے پہلے 'ابتدائی جانچ' کرنا، انصاف پانے کی راہ میں ایک اور رکاوٹ کھڑی کرتی ہے۔ صرف ایک مثال لیں۔ گزشتہ سال چھتیس گڑھ کے رائے گڑھ میں تقریباً ایک سو قبائلیوں نے نجی کمپنیوں کے ایجنٹوں کے ذریعہ دھمکیوں اور غلط اطلاعات کے ذریعہ ان کی زمینیں قبضہ کرنے کے معاملے میں مظالم ایکٹ کے تحت ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش کی۔ رائے گڑھ واقع ایس سی-ایس ٹی تھانہ نے پہلے تو شکایتوں کو منظور کر لیا، لیکن پھر جانچ میں تاخیر کے لیے 'ابتدائی جانچ' کے بہانے کا استعمال کیا۔ کچھ ہفتوں کے بعد انھوں نے ایف آئی آر درج کرنے سے سیدھے انکار کر دیا۔ ہندوستانی قانون میں پہلے سے ہی جھوٹے معاملوں کے جوکھم سے بچنے کے حفاظتی اقدام موجود ہیں۔ کوئی بھی شخص جو کسی شخص کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے کسی جرائم کا جھوٹا الزام عائد کرتا ہے، اسے سات سال تک جیل کی سزا ہو سکتی ہے۔ جھوٹے ثبوت دینا اور ثبوتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی مجرمانہ عمل ہے۔ اگر پولس اور عدلیہ کے ذریعہ یہ طریقہ ٹھیک سے نافذ کیا جائے تو جھوٹی شکایتوں کو اثر انداز طریقے سے روکا جا سکتا ہے۔ ہمیں اور اس طرح کے مزید فیصلوں کی ضرورت نہیں ہے جو دفاعی قوانین کو کچلتے اور شہریوں کو پارلیمنٹ سے منظور شدہ حقوق کے سامنے دیوار بنتے ہیں۔

مذہبی تہواروں کا استعمال تشدد کے لیے کیوں؟؟؟

رویش کمار (این ڈی ٹی وی): ترجمہ سید محمد عادل فریدی

نہ تو رام کا نام لینے پر روک ہے نہ رام نومی کا جلوس نکالنے پر، اس سے پہلے کہ کئی ضلع جل اٹھیں، یہاں رک کر سوال کرنا ضروری ہے کہ کہیں رام نومی کے نام پر گاؤں، قصبوں اور چھوٹے شہروں میں فرقہ واریت کا زہر گھولنے کی کوشش تو نہیں کی جا رہی ہے، ان جلوسوں میں رام جی کے نعرے کم لگتے ہیں، سیاسی نعرے زیادہ لگنے لگے ہیں، نیتاؤں کو لگتا ہے کہ اس سے پہلے کہ لوگ روزگار، اسپتال وغیرہ کے سوال پوچھیں، ان کو رام کے نام پر راستہ دکھا دو، ہم سب نے رام نومی دیکھی ہے، مگر ابھی ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں میں موٹی موٹی تلواریں ہیں، ان کی زبان پر بھکتی کے نام پر سیاسی نعرے ہیں، جس طرح سے رام نومی کے نام پر کوشش ہو رہی ہے، اسے صاف صاف نہیں کہا گیا تو پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا، غنیمت ہے کہ زیادہ تر جگہوں پر ہندو اور مسلمانوں نے جلوس کی آڑ میں کھیلے جا رہے سیاسی کھیل کو سمجھ لیا اور بھائی چارے کی مثال قائم کی، پھر بھی اس ملک میں کسی بھی جلوس پر کچھ بھی پھینک دینے سے شہر کا شہر جلنے کی مثالیں موجود ہیں، بہار اور بنگال جس آگ سے گذر رہا ہے وہ میڈیا میں نہیں آ رہا ہے، اس احتیاط کے ساتھ کہ بھکتی کی آڑ میں کہیں پھر تشدد نہ پھیل جائے، مگر وہاٹس یونیورسٹی کی دنیا میں خوب چل رہا ہے، آپ ہی بتائیے کہ اس وقت رام نومی کے جلوس کی پاکیزگی کیا رہ جاتی ہے جب جلوس میں ایک قاتل (شمبھولال ریگڑ) کی جھانکی بنائی جاتی ہے، کیا ہم رام کی پوجا کو اس سطح پر لے کر جائیں گے؟ راجستھان کے جودھ پور میں رام نومی کے موقع پر جلوس نکلا اس جلوس میں ۳۲۵ دیوی دیوتاؤں کی جھانکیاں تھیں، مگر اس میں اس کی جھانکی کیا کر رہی ہے، کیا وہ شخص دیوتا ہو گیا ہے، جس پر ہندوستان کی عدالت میں قتل کا مقدمہ چل رہا ہے، کیا وہ دیوتاؤں کی جھانکی بیچ جگہ پائے گا؟ آپ کو یاد آ ہی گیا ہوگا یہ جھانکی قتل کے اس ملزم کی ہے جس نے پچھلے دسمبر میں ایک مسلم مزدور کا بے رحمی سے قتل کر دیا تھا، پھر اس کی لاش کو جلایا اور اس سب کا ویڈیو سوشل میڈیا پر ڈالا، اور خود کو لو جہاد روکنے کا چیمپئن قرار دیا دے دیا، اس کے بعد الگ الگ نام کی ویب سائیٹ پر اپنے کو ''ہندو ہردے سمراٹ'' بتانے کی کوشش کی، شمبھولال ریگڑ نام کا یہ آدمی ابھی جیل میں ہے، لیکن باہر اس طرح اس کی جھانکی نکلی، ایک آدمی اس کی شکل بنا کر تخت پر بیٹھا اور ہاتھ میں کلہاڑی پکڑی، سامنے زمین پر ایک دوسرے آدمی کو پٹتے ہوئے دکھایا گیا، جلوس وشو ہندو پریشد کا تھا اور جھانکی شیو سینا کے ایک کارکن نے بنوائی۔ کیا یہ ضروری تھا؟ کیا رام جی کے تخت پر اب ایسے لوگ بیٹھیں گے؟ سوچیے ایک بار، ہم کس سطح پر پہونچ رہے ہیں؟ جو شخص اس جھانکی میں شمبھولال بنا اس کا نام سریش ہے، وہ تیس سال کا ہے، بے روزگار ہے، بجلی کا کام کرتا ہے اور ۵۰۰/روپئے کے لیے وہ شمبھولال ریگڑ بن گیا، کیوں کہ اس کی شکل اس سے ملتی ہے، لیکن ہماری معاون ہرشا کماری سنگھ سے بات چیت میں اس نے بتایا کہ وہ شیو سینا کا حصہ نہیں ہے، اس نے پیسے کے لیے یہ کام کیا، سوچیے پیسے لے کر یہ تو کام کر گیا، مگر اس کے ایسا کرنے سے اور اس سے ایسا کروانے سے کس کو چیلنج دیا جا رہا ہے؟ اب اس سوال پر غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ نیت کچھ اور ہے۔ بنگال کے رانی گنج اور آسنسول میں کیا ہوا؟ یہاں اس سے پہلے مذہب کے نام پر اتنا تشدد کبھی نہیں دیکھا گیا، لیکن اس بار رام نومی کا ایک جلوس مسلم اکثریتی علاقے سے گذرا اور تشدد شروع ہو گیا، دیکھتے ہی دیکھتے کچھ دکانوں میں آگ لگا دی گئی، تشدد میں ایک شخص کی موت ہو گئی، تین پولیس والے زخمی ہوئے، آسنسول درگا پور کے ڈی ایس پی ارندم دتا چودھری زخمی ہوئے، فسادیوں کے پھینکے ایک بم سے ان کا ایک ہاتھ چلا گیا۔ آسنسول میں سولہ سال کے ایک طالب علم کو فسادیوں نے پیٹ پیٹ کر مار ڈالا، بنگال کے مرشد آباد میں بھی تشدد کی واردات ہوئی، بہار کے اورنگ آباد، روسڑا، مونگیر وغیرہ میں رام نومی کے جلوس کے بعد فرقہ وارانہ جھڑپیں ہوئی، بتایا گیا کہ اورنگ آباد کے نواڈیہہ میں فسادیوں نے پچاس دکانوں میں آگ لگا دی۔ ساٹھ سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے، جس میں بیس پولیس والے ہیں جو پتھر بازی میں زخمی ہوئے، تشدد روکنے کے لیے پولیس کو فسادیوں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دیا گیا اور علاقے میں کرفیو لگا دیا گیا، جس کی وجہ سے کوئی بڑا ناخوشگوار حادثہ نہیں ہوا۔ اورنگ آباد کے تشدد میں بی جے پی کے مقامی ایم پی سشیل سنگھ کا کردار مشکوک رہا جو عمل کے ردعمل کی بات کر رہے ہیں۔ اسی کو میں ہندو مسلم ڈبیٹ کہتا ہوں جو میڈیا چلاتا رہتا ہے، تاکہ ماحول گرم رہے، بحث چلتی رہے۔ رام نومی کی نیک خواہشات، مگر رام کے نام پر جو یہ سب کیا جا رہا ہے اس کے لیے نیک خواہشات بالکل نہیں۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

تھائی لینڈ میں ۲۰/مزدوروں کی بس میں آگ لگ جانے سے موت

مغربی تھائی لینڈ میں میانمار کے ۲۰/تارکین وطن مزدوروں کی جمعہ کی صبح بس میں آگ جانے سے موت ہوگئی۔ پولیس نے بتایا کہ حادثہ کا شکار بس میں ۴۷/مزدور سوار تھے جو تھائی لینڈ میں قانونی طور پر کام کرنے کیلئے سرحد پار کرکے داخل ہی ہوئے تھے۔(یو این آئی)

روس کا ۶۰/امریکی سفارتکاروں کو ملک بدر کرنے کا اعلان

روس نے ۶۰/امریکی سفارت کاروں کو اپنے ملک سے نکالنے کا اعلان کیا ہے اور سینٹ پیٹرز برگ میں موجود امریکی قونصل خانے کو بھی بند کرنے کا حکم دیا ہے۔خیال رہے کہ برطانیہ میں ایک سابق روسی جاسوس کو زہر دے کر قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ برطانیہ اور امریکہ کا الزام ہے کہ یہ حملہ روس نے کروایا تھا۔اس کے نتیجے میں برطانیہ، امریکہ اور یورپی ممالک نے 100 سے زائد روسی سفارتکاروں کو ملک بدر کر دیا تھا۔جس کے جواب میں روس نے بھی کارروائی کرتے ہوئے ۶۰/امریکی سفارت کاروں کو ملک سے نکلنے کا حکم دیا ہے۔روس کی جانب سے سفیروں کی ملک بدری کے بعد امریکہ نے کہا ہے کہ روسی اقدامات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوسرے ملکوں سے اچھے تعلقات میں دلچسپی نہیں رکھتا اور امریکہ مزید اقدامات کرنے کے لیے حق محفوظ رکھتا ہے۔جبکہ روسی سفیر کا کہنا ہے کہ اس کے سفارتکاروں کو ملک سے بے دخل کرنے والے دیگر ممالک کو بھی امریکہ جیسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔(بی بی سی لندن)

صحافی ظاہر کرکے انسانوں کی اسمگلنگ، آسٹریلیا میں آٹھ ہندوستانی گرفتار

آسٹریلیا میں آٹھ ہندوستانی شہریوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے، جن کا دعوی ہے کہ وہ کھیلوں کے صحافی ہیں اور کامن ویلتھ گیمز کے سلسلے میں وہاں پہنچے ہیں۔ایک اور ہندوستانی شہری پر انسانوں کی اسمگلنگ کی فرد جرم عائد کردی گئی ہے۔آسٹریلین فیڈرل پولیس اور آسٹریلین بارڈر فورس (ABF) کے مطابق نو افراد پر مشتمل یہ گروپ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب برسبین کے ہوائی اڈے پر پہنچا جہاں اس کے تمام ارکان کو حراست میں لے لیا گیا۔ یہ گروپ تھائی لینڈ کے شہر بنکاک کے ہوائی اڈے سے ہوتا ہوا آسٹریلیا پہنچا۔ بنکاک میں اے بی ایف کے رکن نے انہیں ''غیر قانونی مسافر'' قرار دیتے ہوئے برسبین اطلاع کردی تھی، جب یہ افراد برسبین پہنچے، تو اے بی ایف کے ارکان پہلے ہی سے ہی ہوشیار تھے۔آسٹریلوی حکام کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان کے مطابق ان افراد نے تصدیق شدہ صحافی ہونے اور ''گولڈ کوسٹ گیمز'' کے لیے رپورٹنگ کرنے کا دعوی کیا تھا۔ تاہم اب انہیں جعلی دستاویزات اور شناخت دکھانے پر ملک بدری کا سامنا ہے۔اس گروپ کے ایک رکن اور سفر کے منتظم راجیش کمار پر انسانوں کی اسمگلنگ اور جعلی دستاویزات بنانے کے الزام میں فرد جرم عائد کردی گئی ہے اور جرائم ثابت ہونے پر اسے بیس سال تک قید کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔(ڈوئچے ویلے جرمنی)

نائن الیون: سعودی حکومت کی مقدمہ ختم کرنے کی اپیل مسترد

امریکی وفاقی عدالت نے سعودی حکومت کی ایک اپیل مسترد کردی ہے جس میں درخواست کی گئی تھی کہ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے حملوں میں سعودی عرب کے ملوث ہونے سے متعلق دائر اس مقدمہ ختم کردیا جائے، جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ نائن الیون حملوں کی منصوبہ بندی میں سعودی عرب نے مدد کی تھی اس لیے اسے اس دہشت گردانہ حملے کے متاثرین کو لاکھوں ڈالر ہرجانہ ادا کرنا چاہیے۔ یہ مقدمہ دراصل نائن الیون حملے میں ہلاک ہونے والے افراد کے ورثا کی جانب سے دائر کیا گیا ہے اور اس میں سعودی عرب پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ اس نے القاعدہ اور اسامہ بن لادن کو حمایت اور تعاون مہیا کر رکھا تھا، اس لیے ان حملوں کی ذمہ داری بطور ریاست سعودی عرب پر بھی عائد ہوتی ہے، ستمبر ۲۰۱۶ء میں امریکی کانگریس نے دہشت گردانہ حملوں کے حامیوں کے خلاف ایک قانون (JASTA) کی منظوری دے دی تھی جس کے بعد دہشت گردی کی معاونت کرنے والے افراد، اداروں اور ممالک کے خلاف بھی مقدمات چلائے جاسکتے ہیں۔سعودی حکومت کے خلاف بطور ریاست دہشت گردی کی معاونت اور ہرجانے کی ادائیگی کا یہ مقدمہ اسی قانون کی منظوری کے بعد شروع کیا گیا ہے۔مشرق وسطیٰ میں امریکا کے انتہائی قریب سمجھے جانے والی سعودی حکومت امریکہ میں ۹/ستمبر ۲۰۱۱ء میں ہوئے ان حملوں میں ملوث ہونے سے انکار کرتی ہے۔اس حملے میں تقریبا تین ہزار افراد ہلاک جبکہ پچیس ہزار زخمی ہوگئے تھے۔(ڈوئچے ویلے)

دہشت گردی کے شکار ممالک کی فہرست میں عراق سرفہرست

عراق دہشت گردی کے شکار ممالک کی فہرست میں گزشتہ مسلسل تیرہ برس سے سرفہرست ہے۔رواں برس کے گلوبل ٹیررازم انڈیکس کے مطابق گزشتہ برس عراق میں دہشت گردی کے قریب تین ہزار واقعات پیش آئے جن میں قریب ۱۰/ہزار افراد ہلاک جب کہ ۱۳/ہزار سے زائد زخمی ہوئے۔دہشت گرد تنظیم داعش نے سب سے زیادہ دہشت گردانہ کارروائیاں کیں، عراق کا جی ٹی آئی اسکور دس رہا۔(ڈوئچے ویلے جرمنی)

وینزویلا کے پولیس اسٹیشن میں آتشزدگی، ۶۸/افراد ہلاک

وینزویلا میں ایک پولیس اسٹیشن میں قیدیوں کی ہنگامہ آرائی اور آتشزدگی کے نتیجے میں کم از کم ۶۸/افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔حکام نے بتایا ہے کہ ویلینشیا نامی شہر میں یہ واقعہ بدھ کو اس وقت رونما ہوا، جب قیدیوں نے فرار ہونے کی کوشش کرتے ہوئے گدوں کو آگ لگا دی۔آتشزدگی کی خبر کے بعد قیدیوں کے رشتہ دار پولیس اسٹیشن پہنچ گئے، جنہیں منتشر کرنے کے لیے پولیس نے آنسو گیس کا استعمال بھی کیا۔(یو این آئی)

ایس ایس سی گھوٹالہ: بے روزگاروں کا ملک گیر احتجاج

اسٹاف سلیکشن کمیشن (ایس ایس سی) پیپر لیک معاملہ کی تفتیش کو لے کر احتجاج جاری ہے، حکومت کی طرف سے سی بی آئی تفتیش کی یقین دہانی کے باوجود ایس ایس سی بھرتی گھوٹالہ کے خلاف بے روزگار نوجوان سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور راجدھانی دہلی کے ساتھ ساتھ ملک کے دیگر شہروں میں مظاہرے جاری ہیں اور اب اس نے ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کرلی ہے۔مرکزی وزیر داخلہ راجناتھ سنگھ نے پیپر لیک معاملہ کی سی بی آئی تفتیش کرانے کا یقین تو دلایا ہے لیکن مظاہرین طلبہ تحریری یقین دہانی کرائے جانے کے مطالبہ پر بضد ہیں۔قبل ازیں بی جے پی کی سوشل میڈیا ٹیم نے یہ دعویٰ کیا کہ دہلی میں ایس ایس سی دفتر کے باہر بے روزگار نوجوانوں کی طرف سے کیا جارہا احتجاج واپس لے لیا گیا ہے، لیکن احتجاج بدستور جاری ہے اور ملک کے دیگر شہروں میں بھی مظاہرے شروع ہوگئے ہیں۔واضح رہے کہ ملک بھر کے ہزاروں طلبہ اور بے روزگار نوجوان ۲۷/فروری سے دہلی کے سی جی او کمپلیکس واقع اسٹاف سلیکشن کمیشن کے صدر دفتر کے سامنے مظاہرہ کررہے ہیں۔ان طلبہ کا مطالبہ ہے کہ ایس ایس سی کی طرف سے کرائے جارہے مختلف تقابلی امتحانات میں دھاندلی کی جارہی ہے اور سوالات کے پرچے قبل از امتحان بازار میں آجاتے ہیں۔نوجوانوں کا الزام ہے کہ ۱۷/ سے ۲۲/فروری کو ''کمبائنڈ گریجویٹ لیول'' آن لائن امتحان میں زبردست دھاندلی ہوئی اور امتحان سے پہلے ہی سوالات کا پرچہ سوشل میڈیا پر لیک ہوگیا۔(قومی آواز)

سی بی ایس ای کے میتھس اور اکنامکس کا امتحان دوبارہ ہوگا

سینٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (سی بی ایس ای) کے طلبہ کے لئے ایک بڑی خبر ہے۔دسویں کی ریاضی (میتھس) اور بارہویں کی معاشیات (اکنامکس) کا امتحان دوبارہ لیا جائے گا۔تاہم یہ اطلاع ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہیں کہ یہ امتحانات کس دن ہوں گے۔واضح رہے کہ رواں سال سی بی ایس ای بورڈ کے امتحانات میں پرچہ لیک کا چرچہ عام ہے۔پولس کچھ معاملات کی تحقیقات بھی کررہی ہے۔میڈیا رپورٹوں کے مطابق بورڈ نے یہ فیصلہ امتحان کو تنازعات سے پاک رکھنے کے لئے کیا ہے۔سی بی ایس ای نے ان دو پرچوں کا امتحان دوبارہ لینے کی تصدیق کردی ہے اور اس سلسلہ میں نوٹیفکیشن بھی جاری کردیا ہے۔غور طلب ہے بارہویں کی معاشیات کا امتحان ۲۷/مارچ اور دسویں کی ریاضی کا امتحان ۲۸/مارچ کو لیا گیا تھا۔سی بی ایس ای کی طرف سے ایک ہفتہ کے اندر امتحان کی تاریخ کا اعلان کردیا جائے گا۔اس سال ۵/مارچ سے مرکزی ثانوی تعلیم بورڈ (سی بی ایس ای) کے دسویں اور بارہویں کے امتحانات شروع ہوئے تھے۔ان امتحانات میں ملک بھر سے ۲۸/لاکھ، ۲۴/ہزار، ۳۴۷ طلبہ وطالبات شامل ہوئے تھے۔سی بی ایس ای کے مطابق اس سال دسویں کے امتحان میں ۱۶/لاکھ، ۳۸/ہزار، ۴۲۸ اور بارہویں کے امتحان میں ۱۱/لاکھ، ۸۶ ہزار، ۳۰۶ طلبہ رجسٹر ہوئے تھے۔(قومی آواز)

۳۶/سال بعد آیا عدالت کا فیصلہ

پانچ ملزمین فیصلہ آنے سے پہلے ہی دنیا چھوڑ گئے، ڈکیتی کا مقدمہ چوری کا ثابت ہوا، ایک کو دو سال قید

ملک کے عدالتی نظام کی سستی کی ایک بڑی مثال پھر سامنے آئی ہے جبکہ ملک کی ایک عدالت نے ڈکیتی کے ایک مقدمہ کا فیصلہ ۳۶/سال بعد سنایا۔ڈکیتی کے اس معاملہ کی ۳۶/سال چلی سماعت میں ۲۵۰ سے زیادہ تاریخیں پڑیں، ایک ملزم کو شک کا فائدہ مل گیا، پانچ ملزمین فیصلہ آنے سے پہلے ہی دنیا چھوڑ گئے، باقی ملزم پر ڈکیتی کا الزام ثابت نہیں ہوا، اس کو دو سال کی قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی، معاملہ ۱۹/ستمبر ۱۹۸۲ء کا ہے، علی گڑھ کے برلا تھانہ علاقہ کے قصبہ چھرا کے آلوک سنگھ نے گاؤں کے ہی وید پرکاش، اوم پرکاش عرف گیانندر پرکاش، ستیہ پرکاش، جے پرکاش، پیارے لال، اور اوم پرکاش کے خلاف دفعہ ۳۹۵، ۳۹۷ کے تحت مقدمہ درج کرایا تھا۔مقدمہ کی سماعت کے دوران رام پرکاش، اوم پرکاش عرف گیانندر، ستیہ پرکاش، جے پرکاش اور پیارے لال کی موت ہوگئی، اوم پرکاش کو شک کا فائدہ دے کر بری کردیا گیا، وہیں وید پرکاش کو دفعہ ۳۸۰ کا مجرم پاتے ہوئے سزا سنائی گئی۔(بحوالہ روزنامہ انقلاب)

اب جاری ہوں گے ساڑھے تین سو روپئے کے سکّے

مرکزی وزارت خزانہ نے اعلان کیا ہے کہ سکھوں کے دسویں گرو گووند سنگھ جی کی تین سو پچاسویں جینتی کے موقع پر مرکزی حکومت تین سو پچاس روپئے کے خصوصی سکے جاری کرے گی۔اس سکے کا وزن پینتیس گرام ہوگا، اس میں پچاس فیصد چاندی، چالیس فیصد تانبہ اور پانچ پانچ فیصد نکل اور جستہ ہوگا۔(این ڈی ٹی وی نیوز ایجنسی)

دس لاکھ طلبہ کو دیا جائے گا تعلیمی قرض

مرکزی وزیر برائے فروغ انسانی وسائل پرکاش جاویڈکر نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ تین سالوں میں حکومت دس لاکھ ضرورت مند طلبہ وطالبات کو تعلیمی قرض فراہم کرے گی، اس مد میں آئندہ تین سالوں ۶۶۰۰ کروڑ روپئے خرچ کیے جائیں گے۔وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں ہوئی کیبنٹ میٹنگ میں تعلیمی قرض کے ۲۰۰۹ء میں شروع کیے گئے منصوبے کو آئندہ تین سالوں کے لیے بڑھا دیا گیا ہے۔اس منصوبہ کے تحت ساڑھے چار لاکھ روپئے سے کم سالانہ آمدنی والے طلبہ کو تعلیمی قرض دیے جائیں گے۔اس منصوبہ کے تحت اہل طلبہ کو بغیر کسی گارنٹی کے قرض دیا جائے گا، اور کورس مکمل ہونے کے ایک سال بعد تک اس پر سود کی ادائیگی سرکار کرے گی، اس منصوبہ کے تحت طلبہ ساڑھے سات لاکھ روپئے تک قرض لے سکتے ہیں۔(این ڈی ٹی وی)

طب وصحت

گرمی کے لئے بہترین غذائیں

حمیرا عدنان

بے انتہا گرمی نہ صرف پریشانی کا سبب بنتی ہے بلکہ اس سے ہمارے پیٹ کی حالت بھی خراب ہوجاتی ہے، جو سونے میں تکلیف اور تھکاوٹ اور غائب دماغی کی وجہ بنتی ہے ۔مصالحے دار کھانے اور گرما گرم نمکین سالن جو کہ ہمارے ملک کی روایت کا حصہ ہیں، ان سے منہ میں موجود گرمی محسوس کرنے والے خلیے حساس ہوجاتے ہیں، جس سے خون کی گردش تیز ہوجاتی ہے اور زیادہ پسینہ آتا ہے جو کہ جسم کو ٹھنڈا کرتا ہے، تاہم یہ چیزیں گرمی میں کھانا اتنا آسان نہیں ہے۔ چکنائی سے بھرپور کھانا طبیعت پر بھاری پڑسکتا ہے ۔گرمیوں میں موزوں غذاؤں کا انتخاب کرکے ہم جسم کو پانی کی کمی سے محفوظ، ہلکا پھلکا، ٹھنڈا اور قوت بخش رکھ سکتے ہیں۔ گرمیوں کے لیے موزوں مشروبات زیادہ پانی کا استعمال اچھا ہے مگر یہ تسلی ضرور کرلیں کہ کیا آپ موزوں مشروبات ہی استعمال کررہے ہیں یا نہیں۔ بے تحاشہ میٹھے مشروبات یا کولڈ ڈرنکس پینا صحت کے لیے اچھا نہیں ہے بھلے ہی آپ کو ان کی طلب ہورہی ہو۔ آپ کو گرمیوں میں مندرجہ ذیل چیزیں زیادہ پینی چاہیئں ۔

ناریل کا پانی: اس کی سادہ مٹھاس، الیکٹرولائیٹس اور ضروری معدنیات جسم میں پانی کی مناسب مقدار قائم رکھتے ہیں۔ اس بات کے بھی ثبوت موجود ہیں کہ ناریل پانی میں کینسر کے خلاف لڑنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی عمر کے آثار روکنے کی خصوصیات بھی موجود ہوتی ہیں۔ اس کے اندر موجود گودے کو مزے لے کر کھائیں اور اس میں موجود وٹامنز، منرلز اور پوٹاشیم کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

لیموں پانی: ناریل پانی کی ہی طرح، تازہ لیموں پانی بھی تازگی اور وٹامن سی سے بھرپور، اور صحت کے لیے مفید ہے ۔آپ اس کو میٹھا، نمکین، ایک چٹکی کالے نمک یا زیرے کے پاؤڈر کے ساتھ پی سکتے ہیں۔ اس کو تیز ٹھنڈا کرکے پیئں تاکہ گرمی کے توڑ کے ساتھ ساتھ جسم میں وٹامن سی کی مقدار بھی مناسب رہے۔

لسی: دہی سکون بخش اور گرمی کش ہوتا ہے۔ آپ اس سے لسی کا ٹھنڈا گلاس اور میٹھا یا مصالحے دار رائتہ بھی بنا سکتے ہیں۔

کولڈ کافی: اگر آپ کو اپنا دن شروع کرنے کے لیے بہت زیادہ کیفین کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ صبح کی کڑک کافی کی جگہ کولڈ کافی استعمال کرسکتے ہیں۔ کولڈ کافی سے جلد کے کینسر کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے جس کا شکار آپ اس جھلسا دینے والی گرمی میں ہوسکتے ہیں۔

سبز چائے: زیادہ چائے پینے کے بجائے سبز چائے کا استعمال کریں جو کہ ایک صحت بخش اور ہلکا پھلکا انتخاب ہے۔ اس کے ساتھ چائے ہی کی طرح آپ کو متحرک بنانے کی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ آئس ٹی بھی ایک اچھا انتخاب ہوسکتا ہے۔

گرمیوں کے لیے موزوں پھل

آم: کچی کیری سے بننے والا مشروب قطعی طور پر فرحت بخش ہوتا ہے اور ہیٹ اسٹروک سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے جیسے گرمیوں کا موسم گزرتا جائے گا ویسے ویسے زرد پیلے آم مارکیٹ میں نظر آنے لگ جائیں گے اور آپ ان کی بھرپور مٹھاس اور قوت بخش ملک شیکس کے لیے خود کو چھوٹ دے سکتے ہیں۔

تربوز: یہ پھل اینٹی آکسیڈنٹس، الیکٹرولائیٹس، سوڈیئم اور پوٹاشیئم کا بہترین ذریعہ ہے جو امراض قلب، آرتھرائیٹس، دمے اور کئی اقسام کے کینسر سے لڑنے میں مدد کرتے ہیں۔

خربوزہ: یہ بھی گرمیوں کا ایک لذیذ پھل ہے جس میں 90 فی صد پانی موجود ہوتا ہے۔ یہ پودوں سے حاصل ہونے والی معدنیات، وٹامن اے اور زی زینتھن (جو کہ ایک اہم غذائی عنصر ہے) سے بھرپور ہوتا ہے۔ وٹامن اے اور زی زینتھن بینائی کے لیے زبردست ہوتے ہیں۔

کیلے: یہ پوٹاشیئم سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایک کیلا زیادہ پسینے کے اخراج سے آپ کے جسم میں ہونے والی پانی کی کمی کو بحال کرنے میں مدد کرسکتا ہے۔

ٹماٹر: ہاں یہ ایک پھل ہے مگر سلاد کا ایک اہم حصہ ہے۔ ٹماٹر ایک قدرتی سن اسکرین کی طرح ہیں جو دھوپ میں رنگت خراب ہونے سے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

گرمیوں کے لیے موزوں سبزیاں

یوں تو پورا سال ہی ہری سبزیاں کھانا بہت فائدہ مند ہوتا ہے، مگر گرمیوں میں تو یہ خاص طور پر فائدہ مند ہوسکتا ہے۔ سبزیوں کو زیادہ نہیں پکانا چاہیے کیونکہ اس طرح ان میں پانی کی مقدار اور قدرتی غذائی اجزا کی افادیت ختم ہوسکتی ہے۔

کھیرا: اس کرکری سبزی کے اندر 96.4 فی صد پانی ہونے کی وجہ سے اس میں بے تحاشہ ٹھنڈک پہنچانے، پانی کی مقدار کو دوبارہ بحال کرنے اور زہریلے مادوں کے جسم سے اخراج کی خصوصیات موجود ہیں۔ یہ فائبر سے بھی بھرپور ہوتے ہیں جو کہ قبض ختم کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ان میں وٹامن اے، بی 1، بی 6، سی اور ڈی، کیلشیم، پوٹاشیم اور فولیٹ شامل ہوتا ہے۔

پیاز: پیاز زبردست ٹھنڈک پہنچانے کی خصوصیات رکھتا ہے۔ لال پیاز خصوصی طور پر ہلوطین سے بھرپور ہوتا ہے جو کہ ایک قدرتی الرجی شکن ہے اور اینٹی ہسٹامائین کے طور پر کام کرتا ہے۔ ہسٹامائین تکلیف دہ عنصر ہوتا ہے جس کی وجہ سے گرمی کے زخم اور کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے یا ڈنک مارنے سے شدید ردِعمل ہوتے ہیں۔ اس لیے روز پیاز کھانا گرمیوں کی شکایتوں کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔

پودینہ: یہ عام جڑی بوٹی مشروبات میں استعمال کی جاسکتی ہے یا پھر اسے رائتہ بنانے کے لیے دہی میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے کھانوں کا مزہ دوبالا کرنے کے لیے پودینے کا استعمال مزیدار چٹنیوں میں کریں۔ یہ آپ کے جسم کا درجہ حرارت کم کرنے میں مدد نہیں کرتا مگر پھر بھی یہ بہت فرحت بخش ہوتا ہے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیری ندوی

اقلیتی طلباء کو اسٹوڈنٹ کریڈٹ کارڈ سے تعلیمی قرض ملے گا

ریاستی وزیر اقلیتی فلاح خورشید عالم عرف فیروز احمد نے کہا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے اقلیتی طلباء کو اقلیتی مالیاتی کارپوریشن کے بجائے بہار ریاستی تعلیمی قرض کارپوریشن کے تحت اسٹوڈنٹ کریڈٹ کارڈ سے قرض ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ 2015 تک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہار اسٹیٹ اقلیتی مالیاتی کارپوریشن سے اقلیتی طلباء کو تعلیمی قرض فراہم کرایا جاتا تھا۔ فی الوقت حکومت اقلیتی طلباء وطالبات کو قرض نہ دے کر تعلیمی کریڈٹ کارڈ دینے کا نظم کیا ہے۔ اقلیتی مالیاتی کارپورشن سے تعلیمی قرض کو ہٹائے جانے سے اقلیتی طلباء وطالبات کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے اقلیتی مالیاتی کارپورشن کے ذریعہ تعلیمی کریڈٹ کارڈ دینے کا نظم کیا ہے۔ اقلیتی فلاح کے وزیر خورشید عالم عرف فیروز نے کہا کہ تعلیمی کریڈٹ کارڈ دینے کے لئے بینک کو نوڈل ایجنسی بنایا گیا تھا لیکن بینکوں کا رویہ مناسب نہیں تھا اس لئے تعلیمی مالیاتی کارپوریشن تشکیل دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ اقلیتی روزگار اسکیم کے تحت وزیر اعلیٰ اقلیتی روزگار کے تحت اقلیت بے روزگار نوجوانوں کو ایک لاکھ سے پانچ لاکھ کا قرض اسی ادارے سے فراہم کرایا جارہا ہے۔ اس موقع پر خود اسپیکر نے وضاحت کی کہ اقلیتی مالیاتی کارپورشن کا وجود باقی ہے اور اس سے اقلیتی نوجوان کو اپنا روزگار قائم کرنے کے لئے ۵ لاکھ تک کا قرض دیا جاتا ہے۔ (قومی تنظیم ۲۷؍مارچ ۲۰۱۸)

پٹنہ ایئرپورٹ سے ۲۴؍گھنٹے کی پرواز شروع

پٹنہ ایرپورٹ سے ۲۵؍مارچ سے ۲۴؍گھنٹے کی پرواز شروع ہوگئی ہے۔ طیاروں کی آمدورفت میں کسی طرح کا خلل نہ ہو اس کے لئے پٹنہ ایرپورٹ پر رڈار کی اپنے فراہمی کے سبب ایئرپورٹ انتظامیہ نے آٹو میٹک سرولانس سسٹم (بی) کا سہارا لے رہی ہے اس سے ایئر کرافٹ، گراؤنڈ اسٹیشن اور اے ٹی سی (ایئر ٹریفک کنٹرول) سے اطلاعات کی جلد ترسیل کی جاسکے گی اور طیاروں کی پرواز یا انہیں اترنے میں آسانی ہوگی۔ (قومی تنظیم ۲۶؍مارچ ۲۰۱۸)

دین بچاؤ دیش بچاؤ کے دورے

ان دنوں امارت شرعیہ کے معمول کے کاموں کے ساتھ ۱۵؍اپریل کو گاندھی میدان میں منعقد ہونے والے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر چل رہی ہیں، مختلف علاقوں میں وفود کے دوروں کے ذریعہ رابطہ مہم جاری ہے، امارت شرعیہ کے نائب ناظم اور وفاق المدارس الاسلامیہ کے ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی مدیر ہفت روزہ نقیب نے اس ہفتہ مظفر پور ضلع کے اورائی بلاک کا دورہ کیا اور اس دورہ میں اورائی کے علاوہ وہ دارالملت رام پور سگھری، سہسولی اور رحیم پور بھی تشریف لے گیے، سیتامڑھی ضلع کے مسہول، راجوپٹی، بریار پور، کنہواں بالا ساتھ، کپرول، پوپری، مولانگر کا بھی نائب ناظم صاحب نے دورہ کیا اور ہر جگہ چھوٹے بڑے جلسوں کو خطاب فرمایا، انہوں نے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس میں بڑی تعداد میں گاندھی میدان پہونچنے کی اپیل کی، اس موقع سے ۲۸؍مارچ کو سیتامڑھی میں ایک بڑی پریس کانفرنس ہوئی، جس میں بڑی تعداد میں پرنٹ اور الکٹرانک میڈیا نے دین بچاؤ دیش بچاؤ کے پیغام کو گھر گھر پہونچایا، اس سفر میں مختلف جگہوں پر مختلف ایام میں مولانا محمد انوار اللہ فلک، مولانا محمد نظر الہدیٰ قاسمی، مولانا عبدالقوی، اشتیاق احمد کپرول، حافظ محمد صابر صاحب، مولانا محمد نظام الدین اسامہ، مولانا ممتاز احمد، مولانا رضوان احمد، وغیرہ شریک سفر رہے، مفتی صاحب دارالعلوم جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ بھی گیے اور وہاں کے مہتمم مولانا حفظ الرحمٰن نائب مہتمم جناب سمیع احمد صاحب اور اساتذہ کرام سے ملاقات کی، اس موقع سے مختلف بلاک اور علاقوں کے کنویز اور نائب کنویز کا انتخاب بھی عمل میں آیا، ہر طرف سے جو خبریں آرہی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخی کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لیے جگہ جگہ گاڑیاں بک ہوگئی ہیں اور لوگ بڑی شدت کے ساتھ ۱۵؍اپریل کا انتظار کررہے ہیں۔

اقلیتوں کے فلاح وبہبود کے لئے منصوبے

ریاست میں اقلیتوں کے فلاح وبہبود اور ان کی ہمہ جہت ترقی کے لئے کئی طرح کے منصوبے چلائے جارہے ہیں جس کے عنقریب مثبت اثرات برآمد ہوں گے۔ محکمہ اقلیتی فلاح نے پہلی بار ریاست کے طلاق شدہ خواتین کو ملنے والی امدادی رقم دس ہزار سے بڑھا کر ۲۵ ہزار روپئے کردی ہے تاکہ مسلم مطلقہ خواتین کی حالت بہتر ہوسکے۔ اس کے علاوہ بہار مدرسہ بورڈ سے اول درجہ سے کامیاب ہونے والے فوقانیہ اور مولوی کے طلبا وطالبات کو بھی رواں مالی سال سے ۱۰؍ہزار روپئے حوصلہ افزائی اسکیم سے دی جائیگی۔ (امین ۲۶؍مارچ ۲۰۱۸)

ذیشان علی اسرو کے سائنسداں منتخب

محنت لگن، عزم اور کچھ کرنے کا جذبہ کارفرما ہو تو علاقے، حالات، ماحول اور پیسہ کامیابی حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا، یہ بات سیمانچل (فاربس گنج) کے نوجوان سائنسداں ذیشان علی نے اسرو میں ایک سائنسداں کے طور پر منتخب ہوکر سچ کر دکھائی، انہوں نے اسرو کے امتحان میں دسواں رینک حاصل کیا ہے۔ ایک معمولی تاجر ظہیر انصاری کے ۲۵؍سالہ بیٹا ذیشان علی نے گزشتہ سال دسمبر میں ہونے والے اسرو کے کل ہند تحریری امتحان میں جس میں ۴۰؍ہزار سے زائد طلبہ وطالبات شریک ہوئے تھے اور ان میں سے تین سو طلبہ وطالبات کا انٹرویو کے لئے انتخاب ہوا تھا۔ تین سو طلبہ وطالبات میں سے انٹرویو کے بعد ۳۵؍طلبہ طالبات کا اسرو میں مختلف پرجیکٹس کے لئے بطور سائنس داں انتخاب ہوا تھا، ان ۳۵؍طلبہ وطالبات میں ذیشان علی نے دسواں رینک حاصل کیا ہے جو نہ صرف سیمانچل، بہار بلکہ پورے ملک کے مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہے۔ (عوامی نیوز ۲۶؍مارچ ۲۰۱۸)

ماہ رجب کی مذہبی وتاریخی اہمیت

مفتی محمد ظل الرحمٰن قاسمی
دارالقضاء امارت شرعیہ پٹنہ

اسلامی سال کے بارہ مہینے اپنے اندر کوئی نہ کوئی تاریخی اہمیت ضرور رکھتے ہیں۔اسی طرح ان بارہ مہینوں پر مشتمل سال کی بھی ایک اہمیت ہے۔قرآن کریم نے بارہ ماہ کے سال کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا ہے:

ترجمہ: یعنی یقیناً (ایک سال کے) مہینوں کی تعداد بارہ اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں ہے (اور یہ اس وقت سے مقرر ہے) جب اللہ نے آسمان وزمین کو بنایا۔ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار (ذوالقعدہ ٗ ذوالحجہٗ محرم اور رجب) کی حرمت وعظمت بیان کرتے ہوئے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم نحر کو اپنے ایک تاریخی خطاب میں ارشاد فرمایا تھا کہ: ''زمانہ لوٹ کر اپنی جگہ واپس آ گیا اور اب مہینوں کی ترتیب وہی ہوگئی ہے' جو اللہ نے تخلیق ارض وسماء کے وقت مقرر کی تھی

رجب کی عظمت ورحمت کے سارے عرب قائل تھے۔مگر اسلام نے اس ماہ مبارک کی فضیلت بعض تاریخی واقعات کی بناء پر اور بڑھادی۔

لغت کی کتابوں میں رجب کے معنی ''عظمت وبزرگی'' کے بیان ہوئے ہیں اور ترجیب بمعنی تعظیم آیا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں اس ماہ کی تعظیم کے پیش نظر اس میں جدال وقتال منع تھا۔قبیلہ مضر کے لوگ بطور خاص اس ماہ کی تعظیم کرتے اور قتل وغارت گری کو اس ماہ میں انتہائی معیوب جانتے تھے۔اس لئے لغت کی بعض کتابوں میں رجب کو رجب مضر بھی کہا گیا ہے۔ نبی اکرمصلی اللہ علیہ وسلمنے بھی اپنے خطبہ یوم النحر حجۃ الوداع میں اسے رجب مضر ہی فرمایا۔

رجب میں قربانی: رجب کے مہینے میں زمانہ جاہلیت میں قربانی کرنے کا رواج بھی تھا اور یہ قربانی عتیرہ اور رجبیہ کہلاتی تھی۔اسلام میں اس قربانی کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ چنانچہ سنن ترمذی میں ایک روایت اس طرح ملتی ہے کہ حضرت ابوذر بن لقیط بن عامر عقیلی کہتے ہیں میں نے دریافت کیا یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے' جسے ہم خود بھی کھاتے اور جو کوئی ہمارے پاس آتا اسے بھی کھلاتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا۔اس میں کوئی حرج نہیں۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ رجب کی قربانی بتوں کے تقرب کے لئے کرتے تھے'اس لئے حضورؐ نے اس سے ایک موقع پر منع بھی فرمایا مگر اس ممانعت کا مقصد دراصل بتوں کے لئے ذبح کرنے سے منع کرنا تھا' نہ کہ مطلقاً رجب میں ذبیحہ سے منع کرنا۔

اہل اسلام کے لئے ہر ماہ میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ذبح کرنے کی اجازت ہے۔بعض علماء نے اسے مباح کہا ہے بلکہ علامہ ابن سیرین تو رجب میں باقاعدگی سے ''رجبی'' کرتے تھے جس کی صورت یہ ہوتی کہ جانور ذبح کیا جاتا اور دعوت عام ہوتی۔ ملا علی قاری اور علامہ عینی نے رجب کی قربانی کو ممنوع قرار دیا ہے

قریش کے یہاں ماہ رجب میں قتال کو سخت ناپسند کیا جاتا تھا'اس لئے جب غزوہ بدر سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ماہ رجب میں ایک سریہ کے لئے صحابہ کو روانہ فرمایا اور انہوں نے بطن نخلہ میں قریش کے ایک قافلہ کو پایا جو عراق کی طرف جارہا تھا تو اس پر حملہ کرنے میں انہیں تردد ہوا۔مسئلہ یہ تھا کہ اگر حملہ کرتے تو رجب کی تعظیم وحرمت کے پیش نظر یہ مناسب نہ تھا اور حملہ نہ کرتے تو اگلے ہی روز قافلہ حدود حرم میں داخل ہوجاتا پھر تو حملہ کرنا اور بھی نامناسب ہوتا۔ چنانچہ صحابہ نے کثرت رائے سے فیصلہ کرکے حملہ کردیا۔مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ قافلہ کا سامان تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا لیکن کفار کو یہ شور مچانے کا موقع مل گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت والے مہینوں کی حرمت ووقار کا بھی خیال نہیں کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم کو علم ہوا تو آپ بھی صحابہ کے اس عمل سے ناخوش ہوئے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین قلب اور صحابہ کی دلجوئی وعزت افزائی فرماتے ہوئے یہ آیات نازل فرمائیں۔ترجمہ: وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ ماہ حرام میں جنگ کرنے کا کیا حکم ہے' آپ فرمایئے کہ لڑائی کرنا اس میں بڑا گناہ ہے' لیکن روک دینا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس کے ساتھ اور (روک دینا) مسجد حرام سے اور نکال دینا اس میں بسنے والوں کو اس سے بڑے گناہ ہیں اللہ کے نزدیک اور فتنہ وفساد قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اشہر حرام اور رجب کی فضیلت کو اسلام نے خاص اہمیت دی ہے

رجب میں عمرہ: ماہ رجب میں عمرہ کا رواج زمانہ جاہلیت میں پایا جاتا تھا اور پورا عرب ماہ رجب میں عمرہ کرنے کی کوشش کرتا۔ چنانچہ پورے جزیرہ عرب سے ماہ رجب میں وفود مکہ مکرمہ کا رخ کرتے تھے اور ان قافلوں کو راستے میں کسی قسم کی لوٹ مار یا قتل وغارت گرمی کا خوف نہ ہوتا جبکہ دیگر مہینوں (ماسوا اشہر حرام) میں یہ ضمانت نہیں ہوتی تھی۔

عربوں کے ہاں ایک رواج یہ بھی تھا کہ ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم میں کاروباری منڈیاں قائم کی جاتیں اور حرم کے اردگرد بڑے بڑے تجارتی میلے لگا کرتے۔ان مہینوں میں عمرہ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ عمرہ کے لئے رجب ہی کا مہینہ مقرر تھا۔اور اشہر حج میں عمرہ کرنا عربوں کے ہاں افجر الفجور سمجھا جاتا۔بعض مسلمانوں میں رجب کے مہینے میں عمرہ کو بہت افضل سمجھا جاتا ہے' حالانکہ عمرہ ادا کرنا سنت ہے اور یہ کسی بھی مہینے میں کیا جاسکتا ہے اور جب بھی کیا جائے گا اس کی فضیلت ایک سی ہوگی ماسوا ماہ رمضان کہ اس کے بارے میں ارشاد مصطفوی بڑا واضح ہے۔''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے' یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے'' **ماہ رجب اور معراج شریف:** اگرچہ اس بات میں اختلاف ہے کہ واقعہ معراج کب اور کس ماہ میں پیش آیا۔اور اس سلسلہ میں علماء سلف کے متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے ربیع الاول' کسی نے ربیع الثانی اور کسی نے رمضان المبارک کا مہینہ قرار دیا ہے۔تاہم اکابر علماء کی ایک جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ رجب ہی کے مہینے میں پیش آیا۔واقعہ معراج کے حوالے سے ۲۷ شب رجب اہل اسلام کے ہاں عبادات کی راتوں میں ایک رات شمار کی جاتی ہے۔اسی رات لوگ بکثرت نوافل ادا کرتے اور ذکر واذکار کرتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں علماء حرم کے منع کرنے کے باوجود حرم شریف عمرہ کرنے والوں سے کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔ میرے قیام مکہ مکرمہ 1983-1980ء کے دوران ایک بار امام حرم نے ماہ رجب کے ایک جمعہ کے خطاب میں کہا کہ لوگ خواہ مخواہ 27 ویں شب رجب میں عمرہ کو افضل سمجھ کر حرم میں رش (بھیڑ بھاڑ) کردیتے ہیں حالانکہ اس رات میں عمرہ کی کوئی فضیلت نہیں۔ اگلے ہی روز صبح حرم میں بعد نماز عصر جناب علامہ محمد علوی مالکی نے درس دیتے ہوئے اس کی پرزور تردید کی اور کہا ''لوگوں کو اس رات میں عمرہ کرنے سے یہ کہہ کر روکنا کہ اس رات کی کوئی فضیلت نہیں' بہت بڑی غلطی ہے' سوال یہ ہے کہ عبادات کی کثرت عنداللہ پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ؟ اگر ناپسندیدہ ہو تو بے شک منع کیجئے لیکن اگر مطلوب ہو تو کرنے دیجئے کہ اس بہانے کچھ لوگ عبادت کے لئے وقت نکال لیں گے۔ نیز یہ کہ ہر وہ دن افضل ہے جس دن کی نسبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ہر وہ رات افضل ہے جس کو کسی بھی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسم سے نسبت ہے۔لہذا یہ کہنا کہ اس رات کی نہ کوئی فضیلت ہے نہ افضلیت کسی طور بھی مناسب نہیں'' **ماہ رجب میں پیش آنے والے چند اہم تاریخی واقعات:**

تاریخ اسلام میں ماہ رجب میں متعدد تاریخی واقعات پیش آنے کا ذکر ہے ان میں سے ایک ہجرت حبشہ اولیٰ ہے' جب مسلمان اہل مکہ کی سختیاں برداشت کرنے سے عاجز آ کر باذن رسول اللہ عازم حبشہ ہوئے۔اس قافلہ میں باختلاف روایات 12 مرد اور 4 عورتیں تھیں' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قافلہ سالار مہاجرین تھے۔ یہ سن پانچ نبوی کا واقعہ ہے۔

☆ سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی اسی ماہ رجب میں ہجرت مدینہ سے کوئی 17 ماہ بعد پیش آیا جس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ یہ وہ سریہ ہے جس نے اسلامی تاریخ میں نئے ریکارڈ قائم کئے ہیں' مثلاً اسلامی تاریخ کا پہلا مال غنیمت' پہلا خمس' پہلا شہید اور پہلا قیدی اس سریہ نے پیش کیا۔

☆ 9 ہجری میں پیش آنے والا عظیم غزوہ' غزوہ تبوک بھی ماہ رجب ہی میں پیش آیا تھا جسے غزوہ ذات العسرہ کا نام دیا گیا۔ یہی وہ غزوہ ہے جس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بار خالی کرکے تن من دھن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف ایک بار پھر حاصل کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تہائی لشکر کا ساز وسامان اپنی گرہ سے پیش کرکے جنت کا پروانہ اور یہ سند حاصل کی۔

ترجمہ: (آج کے بعد عثمان کچھ بھی کریں انہیں کوئی نقصان نہ ہوگا)...

☆ حبشہ کے مسلمان بادشاہ نجاشی کا انتقال 9 ہجری ماہ رجب میں ہوا اور جناب رسول اللہؐ نے ازخود اطلاع پا کر اپنے صحابہ کی معیت میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

دمشق کی تاریخی فتح 14 ہجری سن 635ء عیسوی میں ماہ رجب ہی میں ہوئی۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جو ربیع الثانی 14 ہجرت سے دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے' فتح یاب ہوئے اور اہل دمشق نے صلح کی درخواست کی جو منظور کرلی گئی۔

☆ سلطان صلاح الدین ایوبی نے 583ھ' 1187ء میں رجب ہی کے مہینے میں فتح بیت المقدس کے بعد مسلمانوں کے ہمراہ مسجد اقصیٰ میں فاتحانہ داخل ہوکر عاجزانہ سجدہ شکر ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔

اس طرح ماہ رجب کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے جو اس کی مذہبی فضیلت (شہر حرام) ہونے کے علاوہ ہے۔

رجب اور رجال اللہ: اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے ملفوظات میں ابدال واقطاب کی تعریف میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''رجبیون'' کو بھی ابدال کہا جاتا ہے اور وہ تعداد میں چالیس ہوتے ہیں اور ان کے ''رجبیون'' کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ماہ رجب میں اپنے اپنے مقام پر ہوتے ہیں اور سال کے باقی مہینوں میں گشت کرتے ہیں۔ان پر رجب کے پورے مہینے میں کشف وارد ہوتا ہے جس کا اثر بعض پر پورا سال رہتا ہے۔

حضرت شیخ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ ا? علیہ کا وصال 6 رجب 633 میں ہوا جن کے خلفاء ومریدین نے ہندوستان میں اسلام کی نشوونما کے سلسلہ میں تاریخ ساز کردار ادا کیا اور ظلمت کدہ ہند میں حضرت شیخ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن کردہ شمع اسلام کی بھرپور حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔سلسلہ عالیہ چشتیہ کے تقریبا تمام مراکز میں رجب کے مہینے میں خواجہ بزرگ کی یاد منائی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ کئی بزرگان دین کے ایام وصال رجب المرجب کے مہینے سے تعلق رکھتے ہیں۔.

(بقیہ طلاق بل کے خلاف مسلم خواتین کے مظاہرے ....)

عورت کو نصف انسانیت کہا جاتا ہے، بلاشبہ وہ نصف انسانیت ہے، اس لحاظ سے معاشرے کے تئیں اس کی ذمہ داریاں بھی نصف سے کم نہیں ہیں اگرچہ وہ مختلف بھی ہوسکتی ہیں اور مشترک بھی، اسلام نے کبھی عورتوں کو نظر انداز نہیں کیا، اور نہ انہیں معاشرے کا عضوِ معطل سمجھ کر بیکار پڑا رہنے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارکہ میں جس طرح مردوں سے بیعت لیا کرتے تھے، اسی طرح عورتوں سے بھی لیتے تھے، قرآن کریم میں اس کا ذکر موجود ہے، انہیں اس حد تک اظہار خیال کی آزادی تھی کہ وہ بے خوف ہوکر ریاست کے معاملات میں اپنی رائے پیش کیا کرتی تھیں، ایک بوڑھی عورت نے حضرت عمرؓ سے جب کہ وہ منبر پر سمع وطاعت کی تلقین کررہے تھے ان کے کرتے کے متعلق سوال کرلیا تھا کہ وہ مختصر سے کپڑے میں اتنا لمبا کیسے بن گیا، صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے مشورہ فرمایا اور ان کی رائے پر عمل کیا، حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے مشورہ کرکے دور دراز کے ملکوں میں متعین فوجیوں کے لئے گھر سے باہر قیام کی مدت کا فیصلہ فرمایا، صحابۂ کرامؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر بہت سے امور میں ان کی رائے معلوم کیا کرتے تھے، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت علیؓ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو ملکۂ روم کے دربار میں سفارتی مشن پر روانہ کیا، ہرقل کی بیوی نے ان کا استقبال کیا، اور خواتین کے استقبالیہ اجتماع میں ان کا خطاب کرایا، ایک عمر رسیدہ صحابیہ حضرت سمراء بنت نہیک اسدیہؓ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم گھوم کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا کرتی تھیں، ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا بھی ہوتا، ضرورت کے وقت اسے بھی استعمال کرتیں، غزوۂ احد میں حضرت ام عمارہؓ نے مشرکین سے دست بہ دست جنگ کی، اسی جنگ میں حضرت صفیہؓ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں بہادری کے ساتھ حصہ لیا، بہت سی صحابیات جنگ کے میدانوں میں گھوم پھر کر زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، اور پیاسوں کو پانی پلایا کرتیں، زندگی کا وہ کونسا میدان ہے جہاں عورت کے نقش قدم نظر نہیں آتے، مضمون کی تنگ دامانی تفصیل سے مانع ہے، آخر میں صرف اتنا کہنا ہے کہ طلاق بل کے معاملے میں عورتوں کا گھروں سے نکل کر آنا ملت کی تاریخ کا اہم واقعہ ہے، اس کے ساتھ ہی یہ ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ بھی ہے جو عورتوں پر مفروضہ مظالم کی داستانوں کو بنیاد بنا کر طلاق ثلاثہ کو اور اس کے بعد مسلم پرسنل لا کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

”دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس“ میں بڑی تعداد میں پہنچیں: حضرت امیر شریعت

حفاظ کرام کا مقام ومرتبہ بہت اونچا ہے، قرآن کے حافظ کے لئے بے شمار بشارتیں ہیں، آخرت میں ان کی سفارش سے دس جہنمیوں کے حق میں جنت کا فیصلہ ہوگا، اور دنیا میں بھی وہ حافظ قرآن جو عظمت کے ساتھ قرآن کی تلاوت اور عمل کا اہتمام کرتے ہیں وہ کبھی پریشان نہیں ہوتے، وہ رحمت وبرکت الٰہی کے نزول کا ذریعہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ حافظ کے مزاج میں حفظ قرآن کے نتیجہ میں طبیعت میں ٹھہراؤ، مستقل مزاجی اور اپنے کام کے تئیں لگن کی صفت پیدا ہوتی ہے، جو کسی بھی علوم وفنون کے حصول اور کسی بھی میدان میں ترقی کی شاہ کلید ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے جس میدان میں بھی ڈالیے، جس علم کے حصول میں لگایئے، دوسرے کی بہ نسبت تیزی سے اور اعلیٰ طریقے پر وہ کامیاب ہوتا ہے، ان خیالات کا اظہار امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے مومن پور پنڈول کے عظیم الشان تحفظ شریعت کانفرنس میں مدرسہ محمدیہ مومن پور کے ۲۹/خوش قسمت حفاظ کی دستار بندی کے بعد مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، انہوں نے پروگرام کی مناسبت سے مزید کہا کہ آج شریعت پر بیرونی واندرونی ہر دو طریقے سے حملے ہو رہے ہیں، خارجی حملوں میں موجودہ حکومت کی بے اصل طلاق ثلاثہ بل ہو یا کوئی اور معاملہ ہمیں پوری طاقت سے اس کا جواب دینا ہے، ہماری بہنوں نے شریعت کی حفاظت کے لئے پوری قوت سے حکومت کو جواب دیا ہے، کہ ہم اپنی شریعت میں خوش ہیں، آپ اپنی طلاق بل کو واپس لیں، ہندوستان کی تاریخ میں اس سے بڑا خواتین کا مظاہرہ نہیں ہوا، اگر مرکزی حکومت کے پاس تھوڑی بھی شرم وحیاء ہوگی تو وہ اس آواز کو سمجھے گی، اب آئندہ 15 اپریل کو ”دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس“ میں لاکھوں کی تعداد میں مردوں کو یہ بتلانا ہے کہ ہم اپنی شریعت کی اور دیش کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں، اور داخلی فتنے سے حفاظت کے لئے ہمیں خود شریعت پر عمل کی پابندی کرنی ہوگی۔

کانفرنس میں شرکت کنندگان قبل سے اطلاع دیں: سہیل احمد ندوی

دین بچائو دیش بچائو ٹرانسپورٹ کمیٹی کی میٹنگ میں لئے گئے اہم فیصلے

دین بچاؤ دیش بچاؤ کمیٹی کی میٹنگ کا انعقاد کانفرنس ہال امارت شرعیہ میں کیا گیا، مولانا سہیل احمد ندوی کنوینر ٹرانسپورٹ کمیٹی دین بچاؤ دیش بچاؤ نے پہلی میٹنگ کی تجاویز اور اس پر پیش قدمی سے ارکان کو مطلع کیا، اور آئندہ کس طرح آنے والوں کے لئے سہولیات فراہم کی جائیں، اس پر ارکان سے روشنی ڈالنے کو کہا، نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے فرمایا کہ اس کمیٹی کی ذمہ داری اہم ہے، اسے مسلسل آنے والوں سے رابطہ رکھنا ہوگا، گاڑیوں کی پارکنگ، کہاں کہاں ہوگی، سرکاری طور پر اجازت کی ضرورت پڑے گی، جناب خالد انور صاحب نے فرمایا کہ یہ ذمہ داری جس کا تعلق سرکاری اجازت نامہ سے ہے، گاندھی میدان کمیٹی کو سپرد کیا جائے، چنانچہ شرکاء نے اس تجویز سے اتفاق کیا کہ گاندھی میدان کمیٹی اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کرکے ٹرانسپورٹ کمیٹی کو مطلع کرے گی۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ آنے والوں کی تعداد کا جو اندازہ ہے اس میں گاندھی میدان تک پہونچنے کے لئے مختلف جگہوں پر استقبالیہ کاؤنٹر ہونے چاہئے، جناب شمائل صاحب صدر پرائیویٹ آل انڈیا اسکول نے فرمایا کہ تھوڑی تھوڑی دوری پر پانی کا بھی نظم ہونا چاہئے، تاکہ پیدل آنے والوں کو پریشانی نہ ہو، تجویز میں یہ بات آئی کہ جناب شمائل صاحب پرائیویٹ اسکول والوں سے بس کا نظم کرائیں گے، اس کے لئے چند افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جو جناب شمائل صاحب کی ہدایت کے مطابق اسکول والوں سے بسوں کی فراہمی کے لئے رابطہ کرے گی۔ میٹنگ میں جناب محمد صابر صاحب ہولی ویژن اسکول، جناب نیلو چودھری صاحب، جناب اعجاز احمد صاحب، جناب ہمایوں اشرف، ڈاکٹر یاسر حبیب، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، جناب نثار احمد صاحب وغیرہ نے شرکت کی اور مفید مشورے دئے۔ جناب مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

ائمہ کرام جمعہ میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کی اہمیت کو اپنا موضوع بنائیں

اس وقت ہمارا ملک بہت ہی نازک دور سے گذر رہا ہے، مرکزی حکومت شریعت میں مداخلت کر رہی ہے۔ مسلم عورتوں کے ازدواجی حقوق کے تحفظ کے نام پر جو طلاق مخالف بل لوک سبھا میں منظور ہوا اور جسے راجیہ سبھا سے منظور کرنے کی تیاری حکومت کر رہی ہے، وہ سراسر شریعت اسلامی میں مداخلت، مسلم خواتین کے ساتھ ناانصافی اور مسلم مردوں کو جیل میں ڈالنے کی منظّم سازش ہے، ملک کے حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں، اس لیے امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی تحریک پر امارت شرعیہ نے موجودہ حالات میں شریعت اسلامی کے تحفظ اور قوانین شریعت میں حکومت کی جانب سے بے جا مداخلت اور دستور ہند میں دیئے گئے بنیادی حقوق کی پامالی کے خلاف مضبوط آواز بلند کرنے کے لیے ایک عظیم الشان کانفرنس ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء روز اتوار کو پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں ”دین بچاؤ دیش بچاؤ“ کے عنوان سے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اس میں لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوں اور اپنے جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیں، تاکہ حکومت تک ایک مضبوط آواز پہونچ سکے۔ یہ باتیں ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے ایک پریس ریلیز میں کہیں، اور تمام ائمہ مساجد اور مدارس کے ذمہ داران سے اپیل کی کہ وہ دین کی حفاظت کے لئے ان موضوعات کو جمعہ میں اپنے خطاب کا موضوع بنائیں اور عوام سے اپیل کریں کہ وہ اس کانفرنس میں زیادہ سے شریک ہوکر کے اپنے اتحاد کا ثبوت دیں اور اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔ ناظم امارت شرعیہ نے یہ امید ظاہر کی کہ اس کانفرنس کی کامیابی میں حضرات علماء کرام، ائمہ مساجد، اور مدارس کے ذمہ داران کا اہم رول ہوگا۔ ائمہ حضرات قوم کو صداقت، شجاعت اور عدالت کی تعلیم کے لئے اہم کردار ادا کریں اور تمام مسلمانوں کو گاندھی میدان میں جوڑنے کے سلسلے میں اپنا تعاون پیش کریں۔

چھپرہ میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کی تیاریاں شباب پر: رضوان احمد ندوی

اگر ہم نے ملک میں جاری جارحانہ فرقہ پرستی کو روکنے کی جدوجہد نہ کی تو یہاں کے حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے اور ملک کی ترقی کو رفتار سست پڑ جائے گی، ان خیالات کا اظہار مولانا رضوان احمد ندوی امارت شرعیہ نے ضلع چھپرہ کے مشہور قصبہ خدائی باغ کی جامع مسجد میں مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع سے کیا، واضح ہو کہ مولانا نے چھپرہ کے ۲۳/مرکزی قصبات کا ۵/روزہ دورہ کیا، جہاں انہوں نے ۱۵/اپریل کو منعقد ہونے والی دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس میں بڑی تعداد میں جمع ہونے کی اپیل کی، مولانا نے اولہن پور، نگرہ، گودنا، مانجھی، نبی نگر، مجھولیہ، مرزاپور، وغیرہ مواضعات کے بعد اخیر میں شہر چھپرہ کے گدری بازار، کریم گنج، نیا بازار، شیخ ٹولی، کے مسلمانوں کو ملک وملت کی موجودہ صورت حال سے واقف کراتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی کی تحریک پر یہ کانفرنس طلب کیا گیا ہے، اور اس میں شریک ہوکر ایک زندہ ملت کی حیثیت سے ملک کی تعمیر وترقی میں بنیادی رول ادا کریں، مولانا ندوی نے بتایا کہ ہر جگہ مقامی کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں اور لوگوں نے شرکت کا وعدہ بھی کیا ہے، چھپرہ کے اس دورہ میں مولانا محمد عمر فاروق شعبہ دار القضاء بھی شریک سفر رہے۔

شریعت میں نکاح حلالہ کا کوئی تصور نہیں: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری وترجمان آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے پریس نوٹ میں کہا کہ اسلام میں نکاحِ حلالہ کا کوئی تصور نہیں ہے، اور نہ شریعت میں اس نام سے کسی نکاح کا ذکر کیا گیا ہے، تین طلاق کے بعد شرعاً رشتۂ نکاح ختم ہو جاتا ہے اور مرد وعورت ایک دوسرے کے لئے مکمل طور پر حرام ہو جاتے ہیں، البتہ ایک استثنائی صورت یہ ہے کہ تین طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے اس عورت کا نکاح ہوا، اور اتفاق سے اس دوسرے شوہر سے بھی اس کا نباہ نہیں ہو سکا، اور طلاق ہوگئی تو اب سابق شوہر سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے، یہ اتفاقی واقعہ ہے، کوئی منصوبہ بند عمل نہیں ہے، جیسا کہ میڈیا پیش کر رہا ہے، اسی طرح اسلام میں ایک سے زیادہ نکاح کی ترغیب تو نہیں دی گئی ہے، لیکن اس کی گنجائش رکھی گئی ہے، کیوں کہ عام طور پر مردوں میں شرح اموات زیادہ ہوتی ہے، اس کی وجہ سے بمقابلہ مردوں کے عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے، اسی طرح بعض اوقات اخلاقی اقدار کے تحفظ کے لئے تعدد ازدواج کا تناسب ملک کی دوسری تمام اکائیوں کے مقابلہ کم ہے، اور ملک کا دستور مسلمانوں کو اپنے پرسنل لا پر عمل کرنے کی جازت دیتا ہے۔ اس لئے سپریم کورٹ میں دونوں مسئلوں پر مسلم پرسنل لا کے خلاف جو درخواستیں دائر کی گئی ہیں، وہ معزز عدالت کو گمراہ کرنے اور غلط فہمی پیدا کرنے کی سازش ہے، اور یہ مسلمانوں کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں، بورڈ مسلم پرسنل لا سے مربوط دوسرے مقدمات کی طرح اس میں بھی عدالتی چارہ جوئی اور قانونی جدوجہد کرے گا، اور ضرورت پڑی تو سپریم کورٹ میں اس کے خلاف پیروی کرے گا، سپریم کورٹ نے اس وقت حکومت سے اس کا منشاء معلوم کرنے کے سلسلے میں جو نوٹس جاری کیا ہے، حکومت کو چاہئے کہ وہ مختلف مذہبی اکائیوں کو دستور میں جو مذہبی آزادی دی گئی ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا جواب داخل کرے اور وضاحت کرے کہ ان مسائل کا تعلق مسلمانوں کے پرسنل لا سے ہے، جس کو دستور میں تحفظ حاصل ہے، اس لئے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

دین بچاؤ دیش بچاؤ کے لئے مسلمانوں سے متحد ہونے کی اپیل

مرکزی حکومت کا ملک کی اقلیت پر ظلم وناانصافی کا رویہ سراسر غلط ہے، تین طلاق کے بہانے طلاق کے پورے سسٹم کو ختم کرنا شریعت اسلامیہ پر حملہ ہے، جو ناقابل برداشت ہے، اس جمہوری ملک میں اس حل قرآن میں موجود ہے، وہ ہے کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد اور اجتماعیت کا مظاہرہ کرنا، اسی میں قوم وملت کی زندگی اور حیات ہے، اور بکھراؤ میں موت۔ اسی لئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے فراست ایمانی اور جرأتمندانہ اقدام فرماتے ہوئے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کا فیصلہ فرمایا ہے، یہ ایک کانفرنس ہی نہیں بلکہ تحریک ہے، یہ ملک کے موجودہ صورت حال میں بے انتہاء ضروری ہے، اس ملک میں اپنی شریعت کی حفاظت ملکی آئین کے بچاؤ اور اپنے حقوق کی حصولیابی کے لئے پٹنہ کی تاریخی گاندھی میدان ہی نہیں بلکہ پورے پٹنہ ہی کو بھرنے کے لئے ۱۵/اپریل کو پرامان طریقے سے ہم سب کو پہنچنا ہے، یہ باتیں محلّہ بڑی درگاہ نوادہ میں منعقد ترغیبی کارنر جلسے سے خطاب کرے ہوئے جناب شمس الدی خان پی پی سول کورٹ نوادہ نے کہا۔ مولانا عنایت اللہ قاسمی آفس سکریٹری مجلس العلماء نے کہا کہ امیر شریعت کی آواز پر بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے لوگ اپنے اپنے صوبے میں کافی محنت کر رہے ہیں، اور نوادہ ضلع میں تمام مکاتب فکر کا متحدہ پلیٹ فارم تنظیم مجلس العلماء والائمہ گاؤں گاؤں میں اور شہر کے محلوں میں کارنر میٹنگیں اور جلسے کرکے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس میں کثیر تعداد میں شرکت کے لئے ترغیب دی رہی ہے اور ذی علم لوگوں کو ذمہ دار بنا رہی ہے۔

اورنگ آباد، روسڑا ودیگر مقامات میں تشدد انتظامیہ کی ناکامی ناظم امارت شرعیہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اورنگ آباد میں فرقہ وارانہ تشدد کے لئے مقامی انتظامیہ کو ذمہ دار قرار دیا ہے اور قصوروار افراد کی شناخت کرکے ان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے، انہوں نے کہا کہ پہلے دن تشدد کی واردات رونما ہونے کے بعد انتظامیہ نے حالات کی نزاکت کو نہیں سمجھا اور دوسرے دن بھی جلوس نکالنے کی اجازت دے دی، جس کے بعد شہر میں حالات زیادہ خراب ہوگئے، ایک فرقہ کے لوگوں کی دکانوں اور مکانوں کو نشانہ بنایا گیا، توڑ پھوڑ اور آگ زنی کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ حالات سے نمٹنے کے لئے مقامی انتظامیہ نے موثر حکمت عملی اختیار نہیں کی۔ پہلے دن کے تشدد کے بعد دوسرے دن بھی تشدد کا اندیشہ تھا، مگر اس کے باوجود انتظامیہ نے تحفظ کا مناسب بندوبست نہیں کیا جس کی وجہ سے شرپسند عناصر کو موقع مل گیا۔ ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ پولس کی موجودگی میں جس طرح سے دکانوں اور مکانوں میں آگ لگائی گئی اور املاک کو نقصان پہنچایا گیا، وہ بہت ہی افسوسناک اور شرمناک ہے۔ انتظامیہ کو پہلے سے چوکس رہنا چاہئے تھا۔ مولانا انیس الرحمٰن نے روسڑا ضلع سمستی پور، مونگیر میں تشدد کی وارداتوں اور کشیدگی پر گہری تشویش کا اظہار کیا، انہوں نے مطالبہ کیا کہ شرپسند عناصر کے ساتھ حکومت سختی سے پیش آئے۔ قصوروار افراد کی شناخت کرکے ان کے خلاف کارروائی کی جائے اور جن کی املاک کو نقصان پہنچا ہے، انہیں مناسب معاوضہ دیا جائے۔ انہوں نے لوگوں سے امن بنائے رکھنے اور افواہ پر دھیان نہ دینے کی اپیل کی اور کہا کہ حالات کو معمول پر لانے میں ہر طرح سے تعاون کریں۔

Volume:56/66,Issue:14 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

بادل ہو تو برسو کبھی بے آب زمیں پر
خوشبو ہو اگر تم تو بکھرکیوں نہیں جاتے
(امیرآغاقزلباش)

طلاق بل کے خلاف مسلم خواتین کے مظاہرے

مولانا ندیم الواجدی

تین طلاق کے خاتمے اور اس پر دی جانے والی سزاؤں کا بل پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں منظور ہوچکا ہے اور اب وہ ایوان بالا کی منظوری کا منتظر ہے، اس رسمی کارروائی کے بعد یہ بل قانونی شکل اختیار کرلے گا، یاد رہے کہ یہ بل راجیہ سبھا میں مسترد ہوچکا ہے، کیوں کہ اس ایوان میں بی جے پی کے پاس اتنی عددی اکثریت نہیں ہے کہ وہ اسے اپنے بل پر منظور کراسکے، جلدی ہی راجیہ سبھا کے نئے ممبران منتخب ہوکر آنے والے ہیں، ان میں زیادہ تعداد بی جے پی کے ممبران کی ہوگی، خیال کیا جارہا ہے کہ اُس وقت راجیہ سبھا میں یہ بل آسانی کے ساتھ منظور ہوجائے گا، این ڈی اے میں شامل کئی علاقائی پارٹیاں بی جے پی کا ساتھ چھوڑنے والی ہیں، ہوسکتا ہے ان کے عدم تعاون سے کچھ رکاوٹ بھی پیش آئے، اس صورت میں حکومت آرڈی ننس بھی جاری کرسکتی ہے، یہ سمجھنا کہ بی جے پی اس معاملے میں اپنا قدم پیچھے ہٹالے گی خام خیالی ہوگا، کیوں کہ اس کو حکومت نے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہے، دوسری طرف آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی قیادت میں مسلمان بھی جمہوری طریقے پر اپنا زور دکھلانے اور طاقت آزمانے میں مصروف ہیں، اس معاملے کا خوش آئند پہلو یہ ہے کہ ملک بھر میں مسلم خواتین اپنے گھروں سے نکل کھڑی ہوئی ہیں اور ہر جگہ سراپا احتجاج بنی ہوئی ہیں، اگرچہ نیشنل میڈیا اس احتجاج کو نظرانداز کررہا ہے مگر اردو سمیت صوبائی زبانوں کے اخبارات خواتین کے مظاہروں کی خبریں نمایاں کرکے چھاپ رہے ہیں۔ سوشل میڈیا پر بھی ان کی تصویریں اور ان سے جڑی خبریں وائرل ہورہی ہیں، ہر جگہ سرکاری افسران کو میمورنڈم دئے جارہے ہیں، یقیناً یہ حکومت تک پہنچیں گے، مگر ان میں چھپے پیغام کو حکومت سمجھے گی یا نہیں اس کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے، اگر یہ معاملہ کسی اور جمہوری ملک کا ہوتا تو اب تک وہاں کی حکومت کے ہوش اڑ جاتے، مگر ہماری حکومت اور ہمارے ہر دل عزیز وزیراعظم نے اب تک بہت سے معاملات میں جو اڑیل رویّہ اختیار کیا ہے اور جس طرح ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے پیشِ نظر یہ امید کم ہی ہے کہ تین طلاق کے معاملے میں حکومتی موقف کے اندر کسی طرح کی کوئی لچک پیدا ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ اگر حکومت سے کسی خیر کی امید نہیں ہے تو پھر یہ آہ و بکا اور نالہ و شیون کیوں ہے، کیوں بے چاری خواتین کو تکلیف دی جارہی ہے اور ان کو گھروں سے نکال کر سڑکوں پر کیوں لایا جارہا ہے، یہ سوال وہی لوگ کرسکتے ہیں جو احتجاج کی زبان نہیں سمجھتے اور اسے فعلِ عبث قرار دیتے ہیں، اس موقع پر خاموش رہنا بھی کسی جرم سے کم نہیں ہے، شریعت کی تعلیم تو یہی ہے کہ برائی کو برائی سمجھا جائے، ہمت ہو تو اس برائی کو طاقت سے دبا دیا جائے، اتنی طاقت نہ ہو تو کم از کم لبوں پر مہر سکوت تو طاری نہ ہو، زبان سے تو اس برائی کو برائی کہہ دیا جائے، ہاں اگر اتنی بھی توفیق نہ ہو تو پھر دل میں اس کو برا سمجھنا بھی کافی ہے، یہ بھی ایمان ہی کا درجہ ہے اگرچہ بالکل آخری درجہ ہے، پھر یہ بھی قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ جس پر ظلم ہورہا ہے اسے اجازت ہے کہ وہ جس طرح چاہے اور جہاں چاہے اپنی داستانِ مظلومیت سناتا پھرے، ظلم یہی نہیں ہے کہ کسی کو تشدد کا نشانہ بنایا جائے، کسی پر حملہ کیا جائے، ظلم یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنی طاقت کے زعم میں کسی کو اپنی مرضی کے مطابق جینے کی اجازت نہ دے، اسے اس کے حقوق سے محروم کردے، اس کی مذہبی تعلیمات کو نشانہ بنائے، اس کے شرعی امور میں مداخلت کرے، یہ سب ظلم کی مختلف شکلیں ہیں، مظلوم اور ستم رسیدہ شخص کو ظلم کی ہر شکل کے خلاف سراپا احتجاج بننے کا حق حاصل ہے، کچھ لوگ سیاہ برقعوں کے اس طوفانِ بلاخیز کو دیکھ کر کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ سیلاب عدالتی فیصلہ آنے سے پہلے یا کم از کم طلاق بل پیش ہونے سے پہلے امنڈ کر آتا تو حکومت وقت کے ارادے اس کی تیز و تند موجوں میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے، بات اپنی جگہ درست ہے، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جمہوری ملکوں میں ڈکٹیٹرانہ رویّہ کم ہی اپنایا جاتا ہے، اصل چیز آئین کی بالادستی ہے، جب ہمارے ملک کے آئین نے ہمیں اپنے پرسنل لا پر عمل کرنے کی ضمانت اور اجازت دے رکھی ہے تو کسی منتخب اور آئین کے تحفظ کے نام پر حلف اٹھانے والی حکومت سے اس کی امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ خلافِ دستور کوئی کام کرے گی مگر کیا کریں ہمارے ملک کی صورت حال بدل چکی ہے، گذشتہ برس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے چار کروڑ خواتین اسلام کے دستخطوں کے ساتھ وزارت قانون کی خدمت میں ایک درخواست گزاری تھی، جس میں حکومت سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ تین طلاق سمیت ہمارے کسی شرعی معاملے میں کوئی مداخلت نہ کرے، توقع تھی کہ حکومت ان چار کروڑ دستخطوں کا نوٹس ضرور لے گی، مگر جس حکومت نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہو اس سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ آنکھ کھول کر حالات کا مشاہدہ کرے گی اور رائے عامّہ کو سمجھنے کی کوشش کرے گی، دستخطوں کی ناکامی کے بعد اب یہ دوسرا مرحلہ آیا ہے، اس میں بھی مسلم خواتین تاریخ رقم کررہی ہیں، مستقبل کا مؤرخ خواتین اسلام کی ان کوششوں کو جو وہ شریعت کے تحفظ کے لئے کررہی ہیں نظرانداز نہیں کرسکتا، حکومت وقت نظرانداز کرے تو کرتی رہے۔

اپنے ہی کچھ لوگ یہ بھی کہتے نظر آرہے ہیں کہ باپردہ عورتوں کا اس طرح سڑکوں پر آکر مظاہرے کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے، بعض حضرات تو اسے غیر شرعی بھی کہنے سے نہیں چوکتے، سوشل میڈیا پر ایسے لوگوں کے تبصرے آسانی کے ساتھ دستیاب ہیں، ان میں سے کچھ تو استصواب رائے کے لئے دارالافتاؤں کا رخ بھی کرنے لگے ہیں، خدا جانے ان لوگوں کو ان مظاہروں میں کونسا پہلو خلافِ شریعت نظر آگیا، اور انھوں نے ان میں کونسی بات غیر مناسب محسوس کی، جہاں تک ہمارا خیال ہے یہ مظاہرے مناسب ہی نہیں بل کہ وقت کی اہم ضرورت ہیں، دراصل طلاق ثلاثہ بل کا پس منظر ہی یہ خیالِ خام ہے کہ اسلام میں عورتوں کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے، خاص طور پر شادی شدہ عورتوں کی زندگی تو کسی پابندِ سلاسل شخص کی زندگی جیسی ہی ہوتی ہے، شوہروں کے گھروں میں قید، گردن پر تین طلاق کی لٹکی ہوئی تلوار، بے آسرا، بے یار و مددگار، حالاں کہ حقیقی صورت حال بالکل مختلف ہے اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دئے ہیں، ان کو مردوں کے ساتھ جو مساوات اور برابری عطا کی ہے، زندگی گزارنے کی جو آزادی انہیں میسر ہے دوسرے مذاہب میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس الزام کے بعد ضروری تھا کہ عورتیں سامنے آئیں، اور لوگوں کو بتلائیں کہ انہیں اسلام کا بخشا ہوا گوشۂ عافیت غیروں کی بزم آرائیوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر نظر آتا ہے، وہ اسلام کی دی ہوئی قید خانہ کو رونقِ محفل بننے پر ترجیح دیتی ہیں، وہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ پرسکون ازدواجی زندگی سے بہرہ ور ہیں، انہیں یقین ہے کہ شریعت کے جو احکام چودہ سو برس پہلے نازل ہوئے تھے وہ آج بھی اسی طرح تر و تازہ، پُرکیف اور روشن و تابندہ ہیں جس طرح پہلے تھے، ملک کے شہر در شہر قریہ در قریہ جو جلوس خواتین اسلام کے نکل رہے ہیں اُن سے اعداء اسلام کی زبانوں پر اب لگام لگ ہی جانی چاہئے، آج کے بعد بھی اگر اسلام پر عورتوں کے تئیں تنگ نظری تعصب، اور جنسی عدم مساوات کے الزامات لگائے جائیں گے تو یہی کہا جائے گا کہ ناقدین کی نگاہیں حقیقت کے مشاہدے سے محروم اور عقلیں مساوات کا صحیح مفہوم سمجھنے سے قاصر ہیں۔

جہاں تک ان مظاہروں کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کا معاملہ ہے اس سلسلے میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ اسلام ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کے خلاف نہیں ہے بل کہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک ''افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر'' (ظالم حکمراں کے منہ پر حق بات کہنا سب سے بڑا جہاد ہے) سے یہی تعلیم ملتی ہے، اس میں نہ مرد کی تخصیص ہے نہ عورت کی، بل کہ یہ عام تلقین ہے، جس کے مخاطب امت کے تمام افراد ہیں خواہ وہ عورتیں ہوں یا مرد، اسی طرح قرآن کریم کی سورۂ حجرات کی آیت ۹ میں ہمیں یہ حکم ملتا ہے کہ ظلم و زیادتی کے وقت مسلمان خاموش نہ بیٹھیں بل کہ اگر کسی شخص، یا جماعت کی طرف سے ظلم و زیادتی ہورہی ہو تو تمام مسلمان مل کر اس کا مقابلہ کریں یہاں تک کہ وہ شخص یا گروہ اپنے ظلم اور زیادتی سے باز آجائے، اس آیت میں بھی یہ عام حکم ہے، مرد و زن کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

ان خواتین کے سامنے امّی عائشہؓ کا عمل موجود ہے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کا المناک پیش آیا، حضرت عائشہؓ اس وقت حج کے مناسک سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لے جارہی تھیں، خبر سن کر واپس مکہ معظّمہ تشریف لائیں، لوگوں کو جمع کیا اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے پرجوش اور ولولہ انگیز تقریر فرمائی، بہت سے لوگ جن میں صحابۂ کرام کی بڑی تعداد تھی حضرت عائشہؓ کی قیادت میں بصرے کی طرف روانہ ہوگئے، یہ قافلہ کئی شب و روز کا فاصلہ طے کرکے بصرے پہنچا تو والیٔ بصرہ عثمان ابن حنیف نے اپنے قاصدوں کے ذریعے حضرت عائشہؓ سے یہ دریافت کیا کہ آپ کس مقصد سے یہاں تشریف لائی ہیں، انھوں نے فرمایا ''میں اس لئے آئی ہوں کہ مفسدین کے فساد کی اطلاع یہاں کے لوگوں کو دوں اور اس فساد کا قلع قمع کرنے کی جو ذمہ داری ان کی ہے اس سے انہیں آگاہ کروں'' اس کے بعد میدان جنگ میں صفیں آراستہ ہوئیں، لشکر میں حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار ہوکر ہودج میں باپردہ موجود تھیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ ر پر)